بسم اللہ الرحمٰن الرحیم　　نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم　　وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود

وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّ اَنْتُمْ اَذِلَّةٌ

جلد 47　　شمارہ 29

ہفت روزہ

بدر

قادیان

The Weekly BADR Qadian

ایڈیٹر
منیر احمد خادم
نائبین
قریشی محمد فضل اللہ
منصور احمد

Postal Registration No:p/GDP-23

شرح چندہ
سالانہ 150 روپے
بیرونی ممالک
بذریعہ ہوائی ڈاک
20 پونڈ یا 40 ڈالر
امریکن۔ بذریعہ
بحری ڈاک 10 پونڈ
یا 20 ڈالر امریکن

21 ربیع الاول 1419 ہجری　16 وفا 1377 ہش　16 جولائی 98ء

لندن ۱۰ر جون ۹۸ء (مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ انٹرنیشنل)
سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ بنصرہ العزیز اللہ تعالیٰ کے فضل سے بخیریت ہیں الحمدللہ آج حضور انور نے مسجد فضل لندن میں خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا اور ساری دنیا کے احمدی احباب کو مالی قربانیوں کا معاملہ خدا تعالیٰ سے صاف رکھنے اور اس میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے کی نصیحت فرمائی۔ اسی طرح حضور نے احباب کو سچی توبہ اور مغفرت الٰہی کے حصول کی طرف بھی توجہ دلائی۔

پیارے آقا کی صحت و تندرستی و درازیٔ عمر مقاصد عالیہ میں معجزانہ فائز المرامی اور خصوصی حفاظت کیلئے احباب دُعائیں کرتے رہیں۔ اللھم اید امامنا بروح القدس۔

فی الحقیقت سورۂ فاتحہ مظہر انوار الٰہی ہے

ارشادات عالیہ حضرت مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام

اس قدر عجائبات اس سورۃ کے پڑھنے کے وقت دیکھے گئے ہیں کہ جن سے خدا کے پاک کلام کا قدر و منزلت معلوم ہوتا ہے۔ اِس سورۂ مبارکہ کی برکت سے اور اس کی تلاوت کے التزام سے کشف مغیبات اس درجہ تک پہنچ گیا کہ صدہا اخبار غیبیہ قبل از وقوع منکشف ہوئیں اور ہر ایک مشکل کے وقت اس کے پڑھنے کی حالت میں عجیب طور پر رفع حجاب کیا گیا۔ اور قریب تین ہزار کے کشف صحیح اور رویائے صادقہ یاد ہے کہ جواب تک اس عاجز سے ظہور میں آچکے۔ اور صبح صادق کے کھلنے کی طرح پوری بھی ہو چکی ہیں اور دو سو جگہ سے زیادہ قبولیت دعا کے آثار نمایاں ایسے نازک موقعوں پر دیکھے گئے جن میں بظاہر کوئی صورت مشکل کشائی کی نظر نہیں آتی تھی۔ اور اسی طرح کشف قبور اور دوسرے انواع و اقسام کے عجائبات اس صورت کے التزام ورد سے ایسے ظہور پکڑتے گئے کہ اگر ایک ادنیٰ پر توہ ان کا کسی پادری یا پنڈت کے دل پر پڑ جائے تو یکدفعہ حبّ دنیا سے قطع تعلق کر کے اسلام کے قبول کرنے کیلئے مرنے پر آمادہ ہو جائے۔ اِسی طرح بذریعہ الہامات صادقہ کے جو پیشگوئیاں اس عاجز پر ظاہر ہوتی رہی ہیں جن میں سے بعض پیشگوئیاں مخالفوں کے سامنے پوری ہو گئی ہیں اور پوری ہوتی جاتی ہیں اس قدر ہیں کہ اس عاجز کے خیال میں دو انجیلوں کی ضخامت سے کم نہیں۔

(براہین احمدیہ صفحہ ۶۲۰ حاشیہ)

خدا تعالیٰ کی چار اعلیٰ درجہ کی صفتیں ہیں جو امّ الصفات ہیں۔ اور ہر ایک صفت ہماری بشریت سے ایک امر مانگتی ہے۔ اور وہ چار صفتیں یہ ہیں۔ ربوبیت۔ رحمانیت۔ رحیمیت۔ مالکیت یوم الدین۔

۱۔ ربوبیت: اپنے فیضان کیلئے عدم محض یا مشابہ بالعدم کو چاہتی ہے اور تمام انواع مخلوق کی جاندار ہوں یا غیر جاندار اسی سے پیرایۂ وجود پہنتے ہیں۔

۲۔ رحمانیت اپنے فیضان کیلئے صرف عدم کو ہی چاہتی ہے یعنی اس عدم محض کو جس کے وقت میں وجود کا کوئی اثر اور ظہور نہ ہو اور صرف جانداروں سے تعلق رکھتی ہے اور چیزوں سے نہیں۔

۳۔ رحیمیت اپنے فیضان کیلئے موجود ذوالعقل کے منہ سے نیستی اور عدم کا اقرار چاہتی ہے اور صرف نوع انسان سے تعلق رکھتی ہے۔

۴۔ مالکیت یوم الدین اپنے فیضان کیلئے فقیرانہ تضرع اور الحاح کو چاہتی ہے۔ اور صرف ان انسانوں سے تعلق رکھتی ہے جو گداؤں کی طرح حضرت احدیت کے آستانہ پر گرتے ہیں اور فیض پانے کیلئے دامن اخلاص پھیلاتے ہیں اور سچ مچ اپنے تئیں تہیدست پاکر خدا تعالیٰ کی مالکیت پر ایمان لاتے ہیں۔

یہ چار الٰہی صفتیں ہیں جو دنیا میں کام کر رہی ہیں اور ان میں سے جو رحیمیت کی صفت ہے وہ دُعا کی تحریک کرتی ہے۔ اور مالکیت کی صفت خوف اور قلق کی آگ سے گداز کر کے سچا خشوع اور خضوع پیدا کرتی ہے کیونکہ اس صفت سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ مالک جزا ہے کسی کا حق نہیں جو دعویٰ سے کچھ طلب کرے اور مغفرت اور نجات محض فضل پر ہے۔

(ایام الصلح صفحہ ۱۳۔۱۴)

"سورۃ فاتحہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنی چار صفتیں بیان فرمائی ہیں۔ یعنی رب العالمین۔ رحمٰن۔ رحیم مالک یوم الدین۔ اور ان ہر چہار صفتوں میں سے ربّ العالمین کو سب سے مقدم رکھا اور پھر بعد اس کے صفت رحمٰن کو ذکر کیا۔ پھر صفت رحیم کو بیان فرمایا۔ پھر سب سے آخیر صفت مالک یوم الدین کو لائے۔ پس سمجھنا چاہئے یہ ترتیب خدا تعالیٰ نے کیوں اختیار کی؟ اس میں نکتہ یہ ہے کہ ان صفات اربعہ کی ترتیب طبعی یہی ہے اور اپنی واقعی صورت میں اسی ترتیب سے یہ صفتیں ظہور پذیر ہوتی ہیں۔ اس کی تفصیل یہ ہے کہ دنیا پر خدا کا چار طور پر فیضان پایا جاتا ہے جو غور کرنے سے ہر ایک عاقل اس کو سمجھ سکتا ہے"۔

"جو کچھ خدا تعالیٰ نے سورۃ ممدوحہ میں رب العالمین کی صفت سے لیکر مالک یوم الدین تک بیان فرمایا ہے یہ حسب تصریحات قرآن شریف چار عالی شان صداقتیں ہیں جن کا اس جگہ کھول کر بیان کرنا قرین مصلحت ہے پہلی صداقت یہ کہ خدائے تعالیٰ رب العالمین ہے۔ یعنی عالم کے اشیاء میں سے جو کچھ موجود ہے سب کا ربّ اور مالک خدا ہے۔ اور جو کچھ عالم میں نمودار ہو چکا ہے اور دیکھا جاتا ہے یا ٹٹولا جاتا ہے یا عقل اسپر محیط ہو سکتی ہے وہ سب چیزیں مخلوق ہی ہیں اور ہستی حقیقی بجز ایک ذات حضرت باری تعالیٰ کے اور کسی چیز کے لئے حاصل نہیں۔ غرض عالم بجمیع اجزائہ مخلوق اور خدا کی پیدائش ہے۔ اور کوئی چیز اجزائے عالم میں سے ایسی نہیں کہ جو خدا کی پیدائش نہ ہو۔ اور خدا تعالیٰ کی اپنی ربوبیت تامہ کے ساتھ عالم کے ذرّہ ذرّہ پر متصرف اور حکمران ہے اور اس کی ربوبیّت ہر وقت کام میں لگی ہوئی ہے۔ یہ نہیں کہ خدا تعالیٰ دنیا کو بنا کر اُسکے انتظام سے الگ ہو بیٹھا ہے اور اُسے نیچر کے قاعدہ کے ایسا سپرد کیا ہے کہ خود کسی کام میں دخل بھی نہیں دیتا۔ اور جیسے کوئی کل بعد بنائے جانے کے پھر بنانے والے سے بے علاقہ ہو جاتی ہے۔ ایسا ہی مصنوعات صانع حقیقی سے بے علاقہ ہیں بلکہ وہ رب العالمین اپنی ربوبیّت تامہ کی آبپاشی ہر وقت برابر تمام عالم پر کر رہا ہے اور اس کی ربوبیت کا مینہ بالاتصال تمام عالم پر نازل ہو رہا ہے اور کوئی ایسا وقت نہیں کہ اس کے رشح فیض سے خالی ہو۔ بلکہ عالم کے بنانے کے بعد بھی اُس مبدء فیوض کی فی الحقیقت بلا ایک ذرّہ تفاوت کے ایسی ہی حاجت مند ہے کہ گویا ابھی تک اس نے کچھ بھی نہیں بنایا اور جیسا دنیا اپنے وجود اور نمود کیلئے اسکی ربوبیت کی محتاج تھی ایسا ہی اپنے بقا اور قیام کیلئے اس کی ربوبیت کی حاجت مند ہے۔ وہی ہے جو ہر دم دنیا کو سنبھالے ہوئے ہے۔ اور دنیا کا ہر ذرہ اُسی سے تر و تازہ ہے۔ اور وہ اپنی مرضی اور ارادہ کے موافق ہر چیز کی ربوبیت کر رہا ہے۔ یہ نہیں کہ بلا ارادہ کسی شے کے ربوبیت کا موجب ہو۔ غرض آیات قرآنی کی رو سے جن کا خلاصہ ہم بیان کر رہے ہیں اس صداقت کا یہ منشاء ہے کہ ہر ایک چیز کہ جو عالم میں پائی جاتی ہے وہ مخلوق ہے اور اپنے تمام کمالات اور تمام حالات اور اپنے تمام اوقات میں خدائے تعالیٰ کی ربوبیت کی محتاج ہے اور کوئی روحانی یا جسمانی ایسا کمال نہیں ہے جس کو کوئی مخلوق خود بخود اور بغیر ارادہ خاص اُس متصرف مطلق حاصل کر سکتا ہو۔ اور نیز حسب توضیح اسی کلام پاک کے اس صداقت اور ایسا ہی دوسری صداقتوں میں یہ معنے بھی ملحوظ ہیں کہ ربّ العالمین وغیرہ صفتیں جو خدائے تعالیٰ میں پائی جاتی ہیں یہ اُسی کی ذات واحد لاشریک سے خاص ہیں۔ اور دوسرا کوئی ان میں شریک نہیں جیسا کہ اس سورۃ کے پہلے فقرہ میں یعنی الحمد للہ میں یہ بیان ہو چکا ہے کہ تمام محامد خدا ہی سے خاص ہیں۔

دوسری صداقت رحمٰن ہے کہ جو بعد رب العالمین بیان فرمایا گیا۔ اور رحمٰن کے معنے جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں یہ ہیں کہ جسقدر جاندار ہیں خواہ ذی شعور اور خواہ غیر ذی شعور اور خواہ نیک اور خواہ بد اُن سب کے قیام اور بقاء وجود اور بقائے نوع کیلئے انکی تکمیل کیلئے خدا تعالیٰ نے اپنی رحمت عامہ کے رو سے ہر ایک قسم کے اسباب مطلوبہ میسر کر دیئے ہیں اور ہمیشہ میسر کرتا رہتا ہے۔ اور یہ عطیہ محض ہے کہ جو کسی عامل کے عمل پر موقوف نہیں۔

(باقی صفحہ 2 پر ملاحظہ فرمائیں)

جلسہ سالانہ برطانیہ

انشاء اللہ العزیز جلسہ سالانہ برطانیہ مورخہ ۳۱ جولائی تا ۲ر اگست ۱۹۹۸ء کو اسلام آباد ٹلفورڈ برطانیہ میں منعقد ہو رہا ہے۔ جلسہ کی عظیم الشان کامیابی کیلئے درخواست دُعا ہے۔ اللہ تعالیٰ جلسہ میں حاضر ہونے والے جملہ مہمانان کرام کا سفر و حضر میں حافظ و ناصر ہو اور جلسہ کی برکات سے کماحقہ' متمتع ہونے کی توفیق دے۔

منیر احمد حافظ آبادی ایم۔اے پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر آفسیٹ پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائٹر نگران بدر بورڈ قادیان

لا اله الا الله محمد رسول الله

ہفت روزہ بدر قادیان ادار یہ 16 جولائی 1998

رُوحانی امام کے ہاتھوں میں ہاتھ

برطانیہ میں جماعت احمدیہ کا جلسہ سالانہ اس اعتبار سے ایک عجیب شان اور اعلیٰ مقام حاصل کر چکا ہے کہ ہر سال ہی اس جلسہ میں دُنیا کی لاکھوں سعید رُوحوں کی گردنیں خلیفہ برحق کے ذریعہ خدائے واحد کے آستانہ پر جھکتی ہیں یعنی دوران سال جس قدر بھی لوگ اپنے خالق کے آگے جھکنے اور بنی نوع انسان کے ساتھ پیار و محبت کے بندھن میں بندھنے کا عہد و پیان کرتے ہیں وہ دنیا بھر میں ایک ہی وقت میں ایک امام کے ہاتھ پر اتحاد واتفاق اور عالمگیر یکجہتی کا عجیب پُر کیف منظر پیش کرتے ہیں۔

آپ دنیا میں چاروں طرف نظر اُٹھا کر دیکھ لیں آپ کو کسی مقام پر بھی ایسا پُر بہار نظارہ دیکھنے کو نہیں ملے گا۔ زبانوں پر خدائے واحد کی شہادت کا کلمہ آنکھوں میں محبت کے آنسو، اور دلوں میں دنیا کی تقدیر کو بدل ڈالنے کے عجیب ولولے اور عزائم لئے ہوئے تمام دنیا کی قوموں سے تعلق رکھنے والے ایک رُوحانی امام کے ہاتھوں میں ہاتھ دیئے تابناک مستقبل کے روشن دریچوں کو توکل الہٰی اور دُعاؤں کے سہارے بغور دیکھ رہے ہوں۔ اس نظارے سے سابقہ روحانی بزرگوں کی پیشگوئیاں نہایت صداقت کے ساتھ پوری ہو چکی ہیں۔

چنانچہ رئیس المفسرین حضرت شاہ رفیع الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب قیامت نامہ کے صفحہ ۴ پر تحریر کرتے ہیں۔

"وعلامت ایں قصہ آنست کہ پیش ازیں ماہ رمضان کہ گزشتہ باشد دروی دو کسوف شمس و قمر واقعہ شدہ باشد و در وقت بیعت آوازی از آسماں شود بایں عبارت هٰذَا خليفة الله المهدى فاسمعوا لهٗ واطيعوا وایں آواز خاص وعام آنمکاں ہمہ بشنوند"۔

(قیامت نامہ صہ۴ از تالیفات مفسر رئیس المفسرین مولانا مولوی شاہ رفیع الدین مطبع مجتبائی واقعہ دہلی)

ترجمہ: اس امر کی علامت یہ ہے کہ اس سے قبل کہ ماہ رمضان گزر چکا ہو اس ماہ میں چاند اور سورج کے گرہن واقعہ ہو چکے ہوں گے اور بیعت کے وقت ان الفاظ میں آسمان سے آواز آئے گی کہ یہ اللہ کا خلیفہ مہدی ہے اس کی بات سُنو اور اس کی اطاعت کرو اور وہ سب لوگ اس آسمانی آواز کو سنیں گے۔

آسمانی آواز والی اس بیعت کا نظارہ ہم سب عرصہ ۵ سال سے دیکھ رہے ہیں کہ کس طرح آسمان سے عالمگیر طور پر بیعت کرنے والوں کی مختلف زبانوں میں ملی جلی آوازیں بلند ہوتی ہیں اور کس طرح وہ ہر سال دوگنا ہو جاتے ہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ ۱۹۸۴ء سے لے کر ۱۹۹۳ء تک خلافتِ رابعہ کے دور میں چار لاکھ افراد حلقہ بگوشِ اسلام واحمدیت ہوئے تھے اور جبکہ کسوف وخسوف کا صد سالہ جشن منایا گیا تو اس سال سے بیعتوں کی تعداد میں ہر سال دوگنے کی رفتار سے اضافہ ہونے لگا چنانچہ صرف ۱۹۹۴ء میں چار لاکھ افراد نے قبول احمدیت کی سعادت حاصل کی اور پھر ۱۹۹۵ء میں آٹھ لاکھ اکتالیس ہزار تین صد پچیس ۱۹۹۶ء میں سولہ لاکھ دو ہزار سات صد اکیس، ۱۹۹۷ء میں تیس لاکھ سے زائد افراد نے سعادت بیعت حاصل کی اور اللہ کی ذات سے اُمید کامل ہے کہ اس سال بھی دنیا کی آنکھیں دوگنے کی اس حد کو پار کرتا دیکھیں گی وباللہ التوفیق۔

جہاں تک بھارت کا تعلق ہے ہم بھی ہر سال ہی دگنے کی حد کو پار کر رہے ہیں۔ چنانچہ بھارت میں ۱۹۹۴ء میں بیعت کرنے والوں کی تعداد چودہ ہزار ایک سو اٹھانوے تھی اور پھر ۱۹۹۵ء میں یہ تعداد پنتالیس ہزار ۱۹۹۶ء میں ایک لاکھ چھ ہزار چھ صد پینتالیس اور ۱۹۹۷ء میں اڑھائی لاکھ سے زائد ہو گئی۔ اور خدائے رحیم و کریم سے اُمید ہے کہ امسال ۱۹۹۸ء کا ہمارا ٹارگٹ بھی ہم انشاء اللہ ضرور پورا کریں گے۔ اور امسال بھی دُنیا وہی آسمانی نظارہ دیکھے گی جو گزشتہ پانچ سال سے دیکھتی چلی آرہی ہے۔

اس وقت یہ سطور ہم صرف دو اغراض کے تحت لکھ رہے ہیں ایک تو اس لئے کہ دعوت الی اللہ کے جہاد میں شامل اپنے بھائیوں کو یاد دلائیں کہ عالمی بیعت کا وقت اب بہت قریب آگیا ہے ہم میں سے ہر ایک کا فرض ہے کہ ان ذمہ داریوں کو بحسن وخوبی پورا کرنے کی کوشش کرے جو ہمارے دل و جان سے پیارے امام گزشتہ چند سالوں سے ہمارے ذمہ لگا رہے ہیں کیونکہ یہی وہ کام ہے جس سے آئندہ چند سالوں میں قوموں کی تقدیر بدلنے والی ہے اور جس کے ذریعہ دنیا میں عالمگیر اخوت، یکجہتی اور اتحاد واتفاق کا خوشبودار اور دلرُبا چمن سجنے والا ہے اس چمن کی آبیاری و آرائش میں حصہ لینے والے لوگ نہایت خوش قسمت اور خدا کے حضور میں عظیم مراتب پانے والے ہیں۔

دوسرے یہ کہ جب اس کثرت سے احمدیت کے روحانی چمن میں پھول کھل رہے ہیں۔ تو چمن کی حفاظت اور اس کی صفائی کی ذمہ داری بھی بہت بڑھ جاتی ہے۔ حضور انور اپنے متعدد خطبات میں آنے والے معزز نو مبایعین کی تربیت اور انہیں عالمگیر جماعت کا جزوِ بدن بنانے کی بیش قیمت نصائح اپنے متعدد بصیرت افروز خطبات میں فرما چکے ہیں مہمانوں کو اپنے گھر میں بلانا بہت خوشی اور سعادت کی بات ہے لیکن بُلا کر اُن کی ٹھیک نگہداشت اور خاطر داری کرنا ہی دراصل ان کے بُلانے کا مقصد ہے۔ ہر کوئی مہمانوں کو بُلانے کے ساتھ ساتھ اپنی طاقت کے مطابق ان کی مہمان نوازی کا احسن انتظام بھی کرتا ہے یہی وہ چیز ہے جسے ہم نو مبایعین کی تربیت اور اُن کی رُوحانی دیکھ بھال سے تعبیر کرتے ہیں۔

قرآن مجید نے اس نسخہ کو اس طرح بیان فرمایا ہے کہ جب کثرت سے اور فوج در فوج لوگ اللہ کے دین میں داخل ہوں تو کثرت سے تسبیح واستغفار کی ضرورت ہے۔ تسبیح خداوندی یعنی خدائے ذوالجلال والاکرام کی پاکی اور اپنی کمزوریوں کا اقرار ہی درحقیقت اس مہم کو کامیاب بنا سکتا ہے۔

یہ ایک واضح حقیقت ہے کہ جب سے بندگانِ خدا کا مسیح ومہدی کی اس جماعت کی طرف کثرت سے رجوع ہوا ہے ابلیسی فوجوں کی مخالفتیں بھی موجیں مار رہی ہیں یہ بھی تو ایک روشن حقیقت ہے کہ باوجود ان کی مخالفت کے مجموعی طور پر ہر سال ہی ہمیں دُگنی کامیابی اور انہیں باوجود کثرت ساز و سامان اور سعودی امداد کے کئی گنا ذلت وناکامی نصیب ہو رہی ہے وقتی طور پر مخالفتوں کے طوفان ہمیں ستاتے ضرور ہیں اور بعض دفعہ ہلا بھی دیتے ہیں لیکن بالآخر نتیجہ وہی نکلتا ہے جو اوپر بیان کیا جا چکا ہے۔ فرمان خداوندی ہے کہ کتب الله لا غلبن انا ورسلی

اللہ تعالیٰ نے فرض کر دیا ہے کہ میں اور میرے رسول ضرور ضرور غالب آئیں گے۔ پھر بھلا گھبرانے کی کیا ضرورت ہے۔ ہمارا تو کام ہے کہ لبوں پر خدا کا نام اور دلوں میں نور ایمان لئے ہوئے تیز و تند طوفانی ہواؤں کے تھپیڑوں کو برداشت کرتے ہوئے بھی آگے بڑھتے رہیں۔ وباللہ التوفیق اس کیلئے سب سے بڑا ہتھیار یہ ہے کہ اپنے مالک کے حضور اپنی سجدہ گاہوں کو تر کرتے رہیں کہ ہماری عالمگیر کامیابیوں کا بس یہی ایک راز ہے۔

گفتگو کے آخر میں حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۱/ جولائی ۱۹۹۷ء سے ایک اقتباس ملاحظہ فرمائیں۔ فرمایا:

"اگر آپ دُعا کریں گے تو اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ اگلے دو سال میں ہمیں ضرور خدا تعالیٰ ایسے حیرت انگیز نظارے دکھائے گا جن کا ہم تصور بھی نہیں کر سکتے تھے لیکن ساری جماعت کیلئے ان سب کیلئے دُعا کرنا ضروری ہے کیونکہ جتنے زیادہ تیزی کے ساتھ احمدی پھیلیں گے اتنے ہی زیادہ ان کے خطرات بھی ہیں اور ان کو سنبھالنے کا کام ہے جو بہت مشکل ہے"۔ (بدر ۱۸/ ستمبر ۱۹۹۷ء)

(منیر احمد خادم)

بقیہ صفحہ: (1)

تیسری صداقت رحیم ہے کہ جو بعد رحمٰن کے مذکور ہے جس کے معنے یہ ہیں کہ خدا تعالیٰ سعی کرنے والوں کی سعی پر بمقتضائے رحمت خاصہ ثمرات حسنہ مرتب کرتا ہے۔ توبہ کرنے والوں کے گناہ بخشتا ہے۔ مانگنے والوں کو دیتا ہے کھٹکھٹانے والوں کیلئے کھولتا ہے۔

چوتھی صداقت جو سورۃ فاتحہ میں مندرج ہے مالک یوم الدین ہے۔ یعنی باکمال وکامل جزا سزا کہ جو ہر ایک قسم کے امتحان وابتلاء اور توسط اسباب غفلت افزا سے منزہ ہے اور ہر ایک کدورت اور کثافت اور شک اور شبہ اور نقصان سے پاک ہے اور تجلیات عظمیٰ کا مظہر ہے اس کا مالک بھی وہی اللہ قادر مطلق ہے۔ اور وہ اس بات سے ہرگز عاجز نہیں کہ اپنی کامل جزا کو جو دن کی طرح روشن ہے ظہور میں لاوے اور اس صداقت عظمیٰ کے ظاہر کرنے سے حضرت احدیت کا یہ مطلب ہے کہ تا ہر ایک نفس پر بطور حق الیقین امور مفصلہ ذیل کھل جائیں۔

اوّل یہ امر کہ جزا سزا ایک واقعی اور یقینی امر ہے کہ جو مالک حقیقی کی طرف سے اور اُسی کے ارادۂ خاص سے بندوں پر وارد ہوتا ہے۔ اور ایسا کھل جانا دنیا میں ممکن نہیں کیونکہ اس عالم میں یہ بات عام لوگوں پر ظاہر نہیں ہوتی کہ جو کچھ خیر و شر و راحت و رنج پہنچ رہا ہے وہ کیوں پہنچ رہا ہے اور کس کے حکم اور اختیار سے پہنچ رہا ہے۔ اور کسی کو ان میں سے یہ آواز نہیں آتی کہ وہ اپنی جزا پا رہا ہے اور کسی پر بطور مشہود و محسوس منکشف نہیں ہوتا کہ جو کچھ وہ بھگت رہا ہے حقیقت میں وہ اس کے عملوں کا بدلہ ہے۔

دوسرے اس صداقت میں اس امر کا کھلنا مطلوب ہے کہ اسباب عادیہ کچھ چیز نہیں ہیں اور فاعل حقیقی خدا ہے اور وہی ایک ذات عظمیٰ ہے کہ جو جمیع فیوض کا مبدء اور ہر ایک جزا سزا کا مالک ہے۔

تیسرے اس صداقت میں اس بات کا ظاہر کرنا مطلوب ہے کہ سعادت عظمیٰ اور شقاوت عظمیٰ کیا چیز ہے یعنی سعادتِ عظمیٰ وہ فوزِ عظیم کی حالت ہے کہ جب نور اور سرور اور لذت اور راحت انسان کے تمام ظاہر و باطن اور تن اور جان پر محیط ہو جائے اور کوئی عضو اور قوت اس سے باہر نہ رہے۔ اور شقاوت عظمیٰ وہ عذاب الیم ہے کہ جو بباعث نافرمانی اور ناپاکی اور بعد اور دوری کے دلوں سے مشتعل ہو کر بدنوں پر مستولی ہو جائے۔ اور تمام وجود فی النار و السنقر معلوم ہو۔ اور یہ تجلیات عظمیٰ اس عالم میں ظاہر نہیں ہو سکتیں۔ کیونکہ اس تنگ اور منقبض اور مکدر عالم کو جو روپوشِ اسباب ہو کر ایک ناقص حالت میں پڑا ہے ان کے ظہور کی برداشت نہیں۔ بلکہ اس عالم پر ابتلاء اور آزمائش غالب ہے۔ اور اس کی راحت اور رنج دونوں ناپائیدار اور ناقص ہیں۔ اور نیز اس عالم میں جو کچھ انسان پر وارد ہوتا ہے وہ زیر پردہ اسباب ہے جس سے مالک الجزاء کا چہرہ محجوب اور مکتوم ہو رہا ہے اس لئے یہ خالص اور کامل اور منکشف طور پر یوم الجزاء نہیں ہو سکتا بلکہ خالص اور کامل اور منکشف طور پر یوم الدین یعنی یوم الجزاء وہ عالم ہوگا کہ جو اس عالم کے ختم ہونے کے بعد آوے گا۔ اور وہی عالم تجلیات عظمیٰ کا مظہر اور جلال اور جمال کے پوری ظہور کی جگہ ہے۔ اور چونکہ یہ عالم دنیوی اپنی اصل وضع کی رو سے دار الجزاء نہیں بلکہ دار الابتلاء ہے اسلئے جو کچھ عسر و یسر و راحت و تکلیف اور غم اور خوشی اس عالم میں لوگوں پر وارد ہوتی ہے اُس کو خدائے تعالیٰ کے لطف یا قہر پر دلالتِ قطعی نہیں۔ مثلاً کسی کا دولت مند ہو جانا اس بات پر دلالتِ قطعی نہیں کہ خدائے تعالیٰ اس پر خوش ہے اور نہ کسی کا مفلس اور نادار ہونا اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ خدائے تعالیٰ اُس پر ناراض ہے بلکہ یہ دونوں بطور ابتلاء کے ہیں تا دولتمند کو اس دولت میں اور مفلس کو اُس کی مفلسی میں جانچا جائے۔ یہ چار صداقتیں ہیں جن کا قرآن شریف میں مفصل بیان موجود ہے۔

براہین احمدیہ صہ ۴۲۲-۴۳۹

تبلیغ کے میدان میں بہت کچھ کرنے کی ضرورت ہے۔ اخلاص کے ساتھ پیار و محبت کے ساتھ اگر پیغام پہنچایا جائے تو یہاں اچھے لوگ بے شمار مل سکتے ہیں

سورۃ فاتحہ کو صحیح تلفظ کے ساتھ اور ترجمے کے ساتھ اس کے مضامین پر غور کرتے ہوئے پڑھنے کی نصیحت، تربیت اور دعوت الی اللہ کے سلسلہ میں اہم ہدایات

(جلسہ سالانہ بیلجئم کے موقعہ پر لجنہ اماء اللہ سے سیدنا حضرت امیر المومنین اید ہ اللہ کا خطاب)

(خطاب کا یہ متن ادارہ بدر اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا، "لجنہ کے آج کے خطاب کے لئے میں ان چھوٹی چھوٹی باتوں کو دہراؤں گا جو اکثر لجنہ کے خطابات میں کہہ چکا ہوں لیکن بد قسمتی سے ان پر عمل در آمد کروانے کے لئے کوئی نگران دکھائی نہیں دیتا۔ لجنہ تقریروں کی تو عادی ہے مگر تقریروں پر عمل کرنے کی عادی نہیں۔ یہ سب سے بڑا مسلہ ہے۔ بعض باتیں میں نے ہالینڈ میں بھی کہی تھیں۔ اگر آپ لوگ سب لجنات کو ہالینڈ والی کیسٹ سنوانے کا انتظام کر لیں تو بہت اہم پیغامات مل جائیں گے۔ اسی طرح انگلستان میں بھی لجنہ اماء اللہ کو میں نے بعض چھوٹی چھوٹی باتوں پر توجہ دینے کی درخواست کی تھی۔

لمبے عرصے سے میں کہہ رہا تھا مگر کوئی ایسا انتظام نہیں تھا کہ ان باتوں کو جاری کر کے دیکھ لے کہ واقعتاً ان باتوں پر عمل ہو گیا۔ اس لئے میں نے اُن سے بھی ناراضگی کا اظہار کیا تھا کہ آپ لوگ ایک معمولی بات سمجھ کر اس کو نظر انداز کر دیتے ہیں حالانکہ ان پر عمل کئے بغیر آپ کی آئندہ نسلوں کی بنیاد درست نہیں ہو سکتی۔ مثلاً یہاں جتنی بچیاں بیٹھی ہوئی ہیں ان کو سورۃ فاتحہ صحیح تلفظ کے ساتھ اور ترجمے کے ساتھ یاد ہے کہ نہیں۔ ہاتھ کھڑا کرنے کو تو بہت سی کر دیں گی مگر سنا جائے تو بھول جائیں گی۔ حالانکہ سورۃ فاتحہ وہ سورۃ ہے جس کو ہر نماز کی ہر رکعت میں پڑھا جاتا ہے۔ اس کے بعد جو تلاوت ہے وہ پہلی دو رکعتوں کے علاوہ چھوڑی جا سکتی ہے لیکن سورۃ فاتحہ تو لازماً ہر رکعت میں پڑھنی ضروری ہے۔ اس کے بغیر رکعت بنتی نہیں۔ وہ سورۃ جو آپ نے دن میں کم از کم پانچ نمازوں کی ہر رکعت میں پڑھنی ہے کیسی عجیب بات ہے کہ وہ یاد ہی نہ ہو۔ یعنی اس طرح یاد نہ ہو کہ پڑھتے پڑھتے اس کا مضمون خود بخود ذہن میں جاری ہو جائے۔ پس یہ غفلت کی زندگی بسر کرنا بند کر دیں۔ اس کے نتیجہ میں کوئی بھی اصلاح کا کام نہیں کر سکیں گی۔ جو اپنی نسلوں کو نہ سنبھال سکے اس نے آئندہ نسلوں کو کیا سنبھالنا ہے۔ سورۃ فاتحہ کو اتنا ضروری قرار دیا گیا ہے، جیسے کہ میں نے بیان کیا ہے کہ ہر نماز کی ہر رکعت میں پڑھنی لازم ہے۔ کوئی بات ہو گی ورنہ اللہ تعالیٰ ایک بات دھر ادھر اکر آپ کو بور تو نہیں کرنا چاہتا۔ ظاہر بات ہے کہ سورۃ فاتحہ کے مضامین ہر انسان کی سوچ کے مطابق بدلتے تو نہیں مگر اپنی طرف متوجہ کرتے رہتے ہیں۔ اتنے وسیع مضامین ہیں کہ ہر نماز کی ہر سورۃ فاتحہ ایک نئے رنگ میں آپ کے سامنے ظاہر ہوتی ہے۔ حالانکہ وہی رہتی ہے۔ جیسے کسی شاعر نے کہا ہے ؎

لو شمع حقیقت کی اپنی ہی جگہ پر ہے
فانوس کی گردش سے کیا کیا نظر آتا ہے

سورۃ فاتحہ بھی ایک ایسی لو ہے جو اپنی جگہ پر قائم رہتی ہے مگر آپ کی سوچ کا فانوس جب اس کے ارد گرد حرکت کرتا ہے اس میں سورۃ فاتحہ کے نئے نئے مضامین چمکتے ہیں۔ یہ وہ بات جو میں سمجھا سمجھا کر تھک تو نہیں گیا مگر سمجھا سمجھا کر کچھ آپ لوگوں سے مایوس ضرور ہوا ہوں کہ سمجھتے کیوں نہیں۔ اتنی اہم سورۃ کو آپ میں سے اکثریت جو اس وقت بیٹھی دیکھ رہی ہے وہ اس طرح نہیں جانتی کہ نماز میں پڑھے تو فوراً ساتھ ساتھ اس کے مضامین دل پر جاری ہوں۔ اب یہ ایک چھوٹا سا کام تھا جو بظاہر چھوٹا مگر اپنی اہمیت میں بہت بڑا ہے۔ یہ میں لجنات کو کہہ رہا ہوں مگر اس پر عمل نہیں ہو رہا۔ ایسی کوئی مشینری بنائیں، ایسا کوئی انتظام کریں کہ آپ کو (صدر لجنہ کو) یقین ہو کہ ہر بچی، ہر عورت اور ہر چھوٹا بچہ بھی جو نماز پڑھنے کی عمر کو پہنچ جائے اس کو سورۃ فاتحہ یاد کروائیں اور اتنا اس کے معنی بتائیں اور اس سلسلہ میں جو میں نے انگلینڈ میں اردو کلاس میں سورۃ فاتحہ کے مضامین بچوں کو سمجھائے تھے اگر وہ کیسٹ گھر گھر عام ہو جائے اور سب بڑے اور چھوٹے اس کو غور سے بار بار سنیں تو ان کو اتنے مضامین پتہ چل جائیں گے کہ ساری عمر کے لئے سورۃ فاتحہ ان کی ہر ضرورت پوری کرے گی۔ جب بھی کسی انسان کو کوئی ضرورت ہو۔

(اس موقعہ پر ایک بچے کے رونے کی آواز خطاب میں مخل ہوئی تو حضور انور نے فرمایا، "اب آپ دیکھیں بچے کے رونے کی آواز پھر آ رہی ہے۔ ہر ماں سمجھتی ہے کہ میں مستثنیٰ ہوں۔ مجھے مخاطب نہیں کیا جا رہا اور جب بچہ شور مچاتا ہے تو صاف نظر آ جاتا ہے۔ ان کو چاہئے کہ نیچے (ہال میں) چلی جائیں۔ بچہ تو ایک ٹائم بم ہے ایک دم چل جاتا ہے اور لوگوں کو پتہ ہی نہیں چلتا کہ کب یہ بم پھٹے گا اس لئے بہتر یہ ہے کہ بموں سے جگہ کو صاف ہی رکھیں ....")۔

پھر حضور نے خطاب کو جاری رکھتے ہوئے فرمایا:

"میں عرض کر رہا تھا کہ لمبی تقریروں کا وقت گزر چکا ہے۔ خطبات میں جو باتیں میں کہتا رہتا ہوں ان پر عمل کریں تو کئی زندگیاں آپ کو چاہئیں ان پر سچا عمل کرنے کے لئے۔ مگر صرف یہ ایک بات جو سورۃ فاتحہ کی کہہ رہا ہوں اس پر بھی آپ عمل کریں تو اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ، اگر سارے مضامین سمجھ لیں، آپ کی ہر ضرورت پوری ہو سکتی ہے۔ جب کوئی انسان ضرورت مند ہو وہ کسی سے کچھ مانگنا چاہے تو سورۃ فاتحہ میں اس کا حل موجود ہو گا۔ کوئی بھی مزاج ہو، کسی قسم کی حالت طاری ہو، خوشی ہو یا غمی ہو ہر مضمون کے لئے سورۃ فاتحہ اس کو الفاظ مہیا کرے گی کہ ان الفاظ میں اپنے رب سے مانگو۔ تو اتنی ضروری چیز ہے جس سے آپ غافل بیٹھے ہوئے ہیں۔ اس پر توجہ دیں، اس کو ازبر کریں اور پھر سورۃ فاتحہ کی زبان عربی محسوس نہ ہو بلکہ اپنی زبان لگے۔ جو فرنچ سپیکنگ ہیں ان کو یوں لگے کہ جیسے وہ فرانسیسی زبان میں خدا سے مخاطب ہیں۔ یعنی عربی زبان کا وہ حصہ اتنا واضح اور قطعی ہو جائے کہ اپنی مادری زبان کی طرح وہ سمجھ آنے لگ جائے۔ اسی طرح ہر زبان کا حال ہے۔ یہ ممکن ہے اگر آپ بار بار سنجیدگی سے اس کی طرف توجہ کریں اور نماز پڑھتے وقت ذہن کو حاضر رکھیں کہ کیا واقعی سمجھ آ رہی ہے کہ نہیں۔ اگر نہ سمجھ آ رہی ہو تو زیادہ وقت لے لیں۔ نماز میں کھڑے ہو کر جب تک سمجھ نہ آئے لفظوں کو دہراتے رہیں۔ اور جب مختلف مضامین آپ کو سمجھ آئیں تو پھر اپنے مزاج کے مطابق جب کوئی خاص مضمون آپ کے دل پر اثر انداز ہو تو سورۃ فاتحہ کی آیات کو اس کے مطابق پڑھیں۔ حضرت مولوی شیر علی صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ کھڑے ہو کر مجھے کئی دفعہ نماز پڑھنے کی توفیق ملی ہے۔ حضرت مولوی صاحب کو الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ والی آیت کے بہت سے مضامین سمجھ آگئے تھے اور وہ چاہتے تھے کہ ہر مضمون دوبارہ اسی آیت کو پڑھتے ہوئے ان کے ذہن میں آئے۔ بعض دفعہ وہ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ، اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ، اتنی دفعہ پڑھتے تھے کہ اس عرصے میں ساتھ کھڑا ہونے والا نمازی اپنی ساری نماز مکمل کر لیتا تھا۔ اور مولوی صاحب وہیں کھڑے اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ، اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ پڑھ رہے ہیں۔ وہ اس لئے نہیں پڑھتے تھے کہ ان کو سمجھ نہیں آتی تھی۔ اس لئے بار بار پڑھتے تھے کہ بہت زیادہ سمجھ آتی تھی۔ صراط مُستقیم میں بے شمار لوگوں کا ذکر ہے جن کو خدا نے صراط مُستقیم عطا فرمائی۔ ان میں صالحین بھی ہیں، ان میں شہداء بھی ہیں، ان میں صدیقین بھی ہیں، اور انبیاء بھی ہیں اور صراط مستقیم پر چلنے والوں کی اتنی قسمیں ہیں کہ اگر ان میں سے ہر قسم کے حالات پر غور کریں کہ اے خدا میں یہ مانگ رہا ہوں، میں یہ بھی مانگ رہا ہوں تو ہر نماز مولوی شیر علی صاحب کی نماز بن جائے گی، نہ ختم ہونے والی۔ لیکن ہماری مصروفیتوں کی وجہ سے اور دوسرے کاموں کی وجہ سے اتنا وقت تو نہیں ہوتا کہ ایک ہی نماز میں ان ساری باتوں کو دہرا لیں مگر الگ الگ نمازوں میں ان کو دہرا لیا جا سکتا ہے۔ کبھی ایک بات پر زور دے کر کسی آیت کو سمجھیں اور دعا کریں کبھی دوسری آیت پر زور دے کر اس آیت کو سمجھیں اور دعا کریں۔ یہ ایک چھوٹا مگر بہت بڑا پیغام ہے۔

میں امید کرتا ہوں کہ لجنہ اماء اللہ توجہ سے سن رہی ہو گی اور اس پر عمل کا ارادہ بھی کیا ہو گا۔ تو آئندہ جب میں آؤں تو اس وقت پتہ چلے گا۔ لیکن اگر اس سے پہلے صدر لجنہ اماء اللہ باقاعدہ ایک ایک ممبر لجنہ کا جائزہ لے کر یہ رپورٹ کیا کریں کہ کتنوں کو سورۃ فاتحہ کا مضمون سمجھنے کی طرف توجہ پیدا ہوئی ہے، کتنی ہیں جو سمجھ چکی ہیں۔ تو چھوٹی سی رپورٹ میں مجھے بہت کچھ مل جائے گا۔ بجائے اس کے کہ تیس چالیس صفحے کالے کئے جائیں جن کا مجھے کوئی بھی فائدہ نہ ہو۔ یہ چھوٹی سی خبر مجھے ملے تو میرا دل اس سے بہت راضی ہو گا۔ میں امید رکھتا ہوں کہ اس کی طرف توجہ کریں گی۔

دوسرے ایک اور بات ہے تبلیغ سے متعلق۔ کل آپ نے ایک نظارہ دیکھا ہے۔ وہی لوگ گھیر گھار کر لائے جاتے ہیں جن کو سلسلہ کی الف ب نہیں پتہ اور اپنی طرف سے گھیرنے والے اپنے نمبر بناتے ہیں کہ دیکھو ہم تیری تبلیغ کر رہے ہیں۔ حالانکہ میرے ہاں نمبر بنانے کا تو کوئی بھی فائدہ نہیں۔ نمبر تو اللہ کے گھر بنیں تو پھر فائدہ ہو گا۔ اور اللہ جانتا ہے کہ کیسی تبلیغ کی گئی ہے۔ کتنی تبلیغ کی گئی ہے۔ **کل کے سوال و جواب کی مجلس میں میں نے یہی اندازہ کیا ہے کہ یہاں تبلیغ نام کی کوئی چیز نہیں ہے۔ محض ایک شور ڈالا جا رہا ہے۔ جب میں آتا ہوں تو لوگ اکٹھے کر کے دِکھا** دئے جاتے ہیں یا اس سے پہلے پہلے تبلیغ کا کام کرنے والوں نے رپورٹوں کے ذریعے مجھ پر بہت اثر ڈالا ہوتا ہے کہ اس وقت ساری جماعت ایک طرف اور ہم ایک طرف اور ہماری تبلیغ دیکھو اتنا بڑا پھل لا رہی ہے۔ ان کو میں نے بارہا توجہ دلائی ہے کہ آپ کی تبلیغ کے دو دروازے ہیں ایک اندر کی طرف کھل رہا ہے، ایک باہر کی طرف کھل رہا ہے۔ اندر آنے والے زیادہ دیر جماعت میں نہیں ٹھہرتے۔ وہ آئے ایک طرف سے اور باہر دوسری طرف سے نکل جاتے ہیں۔ یہ کوئی تبلیغ نہیں۔ یہ چیز اللہ دیکھ رہا ہے۔ اس لئے مجھے بیکار خوش کرنے کا کیا فائدہ، میں تو ایک عاجز ناکارہ انسان ہوں۔ میں آپ کو کچھ بھی نہیں دے سکتا۔ دینے والا اللہ ہے، وہی جزاء دیتا ہے اور وہی سزا بھی دیتا ہے۔ اگر اس طرح ایک قسم کے دھوکے سے کام لیا جائے خواہ آپ کی نیت کچھ اور ہو اور دھوکہ دینا نہ بھی ہو تو اس آپ کی کوشش کی حقیقت کو اللہ ضرور سمجھتا ہے۔ وہ جانتا ہے کہ یہ کوئی تبلیغ نہیں۔ تبلیغ وہ ہے جس کے نتیجے میں آپ کی جماعت نئے آنے والوں سے بھر جائے۔ ان کے اندر جذبہ

ہو۔ان کے اندر ولولہ ہو۔وہ آگے بڑھ کر نیک کاموں میں حصہ لیں۔ ساری جماعت کے ہاتھ بٹائیں۔ اگر ایسا ہوتا تو بھلا یہ چھوٹا سا ہال آپ کے کام آسکتا تھا؟ اتنا سا ہال تو شور مچانے والے بچوں سے ہی بھر جاتا پھر بھی چھوٹا پڑ جاتا۔ تو آپ لوگ ان نتیجوں کو کیوں نہیں دیکھتیں۔ نتیجے سے انسان کو اپنی کوشش کا پتہ لگنا چاہئے۔ اگر فٹ بال کے میدان میں جتنا مرضی آپ زور لگائیں ، خوب کھیلیں، اِدھر سے اُدھر فٹ بال کو اچھالیں مگر گول نہ ہو تو اس کھیل کا کیا فائدہ۔ گول ہو تو فائدہ ہوتا ہے۔ آپ کے ہاں گول نہیں ہو رہے۔ رپورٹوں میں یہ دیکھا جا رہا ہے کہ اس نے اُس کو پاس دیا، اُس نے اس کو پاس دیا، اتنا ہنگامہ برپا ہوا۔ بہت مزہ آیا تبلیغ کا۔ آخر پوچھو گول کتنے ہوئے ؟ گول تو نہیں ہوا۔ تو اس رپورٹ کا کیا فائدہ۔ یہ محض ایک دکھاوا ہے۔ کہنے والا کہے گا کہ میں نے دکھاوے کی خاطر نہیں کیا۔ مگر اللہ جانتا ہے کہ حقیقت میں یہ دکھاوا ہے۔ اس کی کوئی حقیقت نہیں۔

اخلاص کے ساتھ پیار و محبت کے ساتھ اگر پیغام پہنچایا جائے تو یہاں اچھے لوگ بے شمار مل سکتے ہیں۔ بیلجیم اچھے نیک لوگوں سے بھرا پڑا ہے۔ صرف ان کی صحیح تلاش ضروری ہے۔ بعض دفعہ آپ کو یہ دکھائی دے گا کہ بہت سے دہریہ ہیں جو مذہب میں دلچسپی نہیں لیتے حالانکہ ان کی دہریت، ان کی شرافت اور ان کے اچھے دماغ کی وجہ سے ہے۔ جو انہوں نے مذہبی لوگوں کے ماحول یہاں کے دیکھے ہیں اور جو ان کی عقل کہتی ہے کہ خدا کو ایسا ہونا چاہئے ویسا پیغام ان کو نہیں دیا گیا۔ اس لئے وہ اپنی عقل کی وجہ سے دہریہ ہوئے ہیں اور عقل کے ساتھ لاعلمی کی وجہ سے بھی۔ کیونکہ جو خدا اُن کو دکھایا گیا وہ سچا خدا ہے ہی نہیں۔ جو خدا اسلام کا خدا ہے ، جسے مُلّاں پیش نہیں کر سکتا، جسے آج لوگ پیش کر سکتے ہیں اگر یہ خدا اُن کو دکھایا جائے تو ہرگز اُن کو اِس خدا کے تصور پر اعتراض نہیں ہو سکتا۔ میرا یہ تجربہ پہلے بھی تھا۔ کل کی مجلس میں بھی یہی ہوا کہ ایک نوجوان جو کہہ رہا تھا کہ میں صرف خدا کا قائل ہوں۔ اسکے دل میں جو کچھ بھی مذہب پر اعتراض تھے جب میں نے جواب دیا تو بڑے زور سے سر ہلا کر انہوں نے مجھے بتایا کہ میں متفق ہو چکا ہوں۔ بالکل یہی بات درست ہے۔ اسی طرح انگلستان میں سوال و جواب کی مجالس میں مجھے بہت سے دہریوں سے بھی رابطہ ہوتا ہے۔ لیکن اگر ان کی دہریت دل کی گندگی کی وجہ سے نہ ہو، صاف پھٹی (تختی) ہو جس پر کچھ نہ لکھا گیا ہو تو جب ایسے لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی ہستی کا علم دیا جاتا ہے جیسا کہ حق ہے تو ضرور تسلیم کرتے ہیں۔ اور بعض بڑے بڑے دانشور جو ان مجالس میں آتے ہیں اور خواہ وہ اتنا خدا تعالیٰ کو مانیں یا نہ مانیں کہ ان کی زندگی کی روش بدل جائے مگر ذہنی طور پر قائل ضرور ہو جاتے ہیں۔

پس اس وجہ سے یہ خیال آپ کی راہ میں روک نہ ڈالے کہ لوگ بہت سے دہریہ ہیں۔ ان دہریوں میں ہی آپ کو بہت شریف لوگ مل جائیں گے۔ بہت اچھے اچھے سمجھدار ، عقل والے لوگ ملیں گے ۔ ان سے ان کی عقلوں کے مطابق بات کریں اور اگر وہ بات آپ کو نہیں کرنی آتی تو اس زمانے میں تو جماعت احمدیہ کی طرف سے اتنا لٹریچر ہے ، اتنی ویڈیوز ہیں ، اتنی کیسٹس ہیں کہ دنیا کے اکثر سوالات کے جوابات خواہ وہ کسی پہلو سے کئے گئے ہوں سائنس کی رُو سے یا فلسفے کی رُو سے یا اقتصادیات کی رُو سے کسی پہلو سے بھی کئے گئے ہوں، اُن کے جواب قرآن کریم میں موجود ہیں، میں دے چکا ہوں ، بار بار دے چکا ہوں۔ ان کے تمام پہلوؤں کو بیان کر چکا ہوں تو کیوں نہیں آپ لوگ ان کیسٹس کو اپنے گھروں میں رکھتیں۔ مگر پہلے خود تو سنیں۔ اُن کیسٹس کو سن کر غور کریں تو آپ کو معلوم ہوگا کہ واقعۃً دل کی تسلی والے جواب موجود ہیں۔ جب آپ کو یقین ہو جائے گا کہ جواب موجود ہیں پھر آپ میں تبلیغ کا ولولہ بھی پیدا ہو جائے گا۔ اس کے بغیر جب اپنی طرف سے کسی کو پیغام پہنچانے کی کوشش کریں گی تو وہ آپ کی باتوں کو سن کر مطمئن نہیں ہوگا۔ اور آپ کا دل بھی اکھڑ جائے گا۔ اس لئے جس طرح بات میں سمجھا رہا ہوں اس کو سمجھیں۔ آپ پہلے خود اپنی تربیت کے لئے ان ویڈیوز اور آڈیو کیسٹس کو سننا شروع کریں جن میں اس دور کے تبلیغی مسائل ہیں ۔ عیسائیوں ، دہریوں، یہودیوں ، مسلمانوں کو جو احمدی نہیں ہیں ان کو تبلیغ کرنے کے لئے کیا کیا ضرورتیں ہیں ، کیا کیا مسائل ہیں جن کا آپ کو علم ہونا چاہئے۔ اگر ان مسائل کا آپ کو علم ہوگا تو آپ کے دل میں ایک ولولہ پیدا ہوگا، ایک جوش پیدا ہوگا کہ آپ دوسروں کو بھی یہ مسائل بتائیں اور سمجھائیں۔

پس تبلیغ کے میدان میں بہت کچھ کرنے کی ضرورت ہے۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ آپ کی ایک کمیٹی بیٹھ جانی چاہئے جو گھر گھر کا جائزہ لے ، ہر گھر میں تبلیغی کیسٹس ہونی چاہئیں اور یہ جائزہ لینا چاہئے کہ وہ گھر والے ان کیسٹس سے فائدہ بھی اٹھا سکے ہیں کہ نہیں۔ اگر وہ فائدہ اٹھا چکے ہیں تو پھر آپ ان کو روکیں بھی تو انہوں نے ضرور تبلیغ کرنی ہے کیونکہ جن کو خود بات کی سمجھ آجائے وہ آگے سمجھانے کی کوشش کرتے ہیں۔ اگر اس معاشرے سے آپ نے ڈر کر زندگی گزاری اور یہ سوچا کہ اس مصیبت میں پڑنے کی کیا ضرورت ہے ۔ اچھے تعلقات ہیں بس اسی طرح رہنے دو۔ تو آپ ہزار سال بھی یہاں رہیں گی تو اسلام کا پیغام نہیں پہنچا سکیں گی۔

مردوں نے جو کام نہیں کیا عورتیں کر کے دکھائیں۔ بعض اوقات ایسے ہوتے ہیں جب مردوں کی بجائے عورتوں کو بلانا پڑتا ہے اور اسلام کے پہلے زمانے میں جنگوں میں بھی ایسے واقعات گزرے ہیں جب مردوں کے پاؤں اکھڑے ہیں تو عورتیں آگے بڑھی ہیں۔ بعض عورتوں نے اپنے خیموں کے ڈنڈے اکھیڑ لئے اور اپنے بھاگتے ہوئے مَردوں پر جھپٹیں، تم ہوتے کون ہو اسلام کی خاطر جہاد ہو اور پیٹھ دکھاؤ۔ تم نے ہمارے ناک بھی کاٹ دیئے ہیں۔ چنانچہ عورتوں کے ڈنڈے اپنے مردوں پر برسے۔ وہ مجبور ہو گئے واپس دوڑنے پر اور وہ جہاد کا میدان جو بظاہر ہارا ہوا تھا وہ جیت گئے۔ تو آج بھی مجھے ان باتوں کو دہرانے کی ضرورت پڑتی ہے۔ مجھے یاد کروانا پڑتا ہے کہ آپ کی تاریخ بہت عظیم ہے۔ آنحضرت ﷺ کے زمانے میں خواتین نے بہت اونچے مقامات حاصل کئے تھے ان سب کو آپ بھی حاصل کریں اور اپنے مَردوں کو ایک طرف چھوڑ دیں۔ خود تبلیغ میں آگے جائیں اور مردوں کو دکھا دیں کہ اس طرح تبلیغ ہوتی ہے۔ اگر عورتیں یہ کام سنبھال لیں تو مجھے یقین ہے کہ مردوں کو بھی شرم آنے لگی۔ یہ ترکیب ایک فرضی ترکیب نہیں ہے۔ میں اسے استعمال کر چکا ہوں۔ میں نے اس سے پہلے بعض ملکوں میں یہی ترکیب استعمال کی ، ان کی کایا پلٹ گئی۔ بعض ملک ایسے تھے جن میں پہلے سال میں چند ہزار سے زیادہ بیعتیں نہیں ہوا کرتی تھیں۔ واقعتاً بعض ایسے ممالک تھے جن میں سال میں ہزاروں تو نہیں ، ہزاروں کیا چند سو بیعتوں سے زیادہ نہیں ہوتی تھیں۔ اور لمبے عرصے تک میں ان کو یاد کرواتا رہا کہ خدا کا خوف کرو، اٹھو ہمت کرو۔ مانتے ہی نہیں تھے۔ پھر میں نے ان کی عورتوں سے کہا اٹھو اور ڈنڈے اپنے ہاتھوں میں اٹھا لو اور تبلیغ شروع کرو۔ انہوں نے چند قدم ہی اٹھائے تھے کہ مرد جاگ گئے اور اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ جہاں سال میں چند سو سے زیادہ بیعتیں نہیں ہوتی تھیں وہاں کئی لاکھ بیعتیں ہونے لگ گئیں۔ علاقوں کے علاقے جو احمدیت کے نام سے خالی پڑے تھے وہ احمدیت کے ذکر سے بھر گئے ہیں۔ اور ہر طرف ایک شور برپا ہے احمدیت کے پھیلاؤ کا۔ تو یہ ہو سکتا ہے۔ یہ وہم دل سے نکال دیں کہ یہ نہیں ہو سکتا۔ جب آپ کو یہ یقین ہو کہ یہ کام ہو ہی نہیں سکتا، ہم نے پھیلنا ہی نہیں۔ بیلجئم بہت بڑا ملک ہے بیلجیم کے لوگ اخلاق سے بہت دور جا چکے ہیں۔ اگر یہ یقین کر کے آپ کام کریں گی تو کچھ بھی حاصل نہیں ہوگا۔ اگر یہ یقین ہو کہ اللہ کی مدد ہو تو کچھ بھی ناممکن نہیں تو آپ کی کوششوں کو ضرور اچھے پھل لگیں گے۔

آپ کا یہ وہم بھی دل سے نکل جانا چاہئے کہ آپ اللہ کی زیادہ پیاری بندیاں ہیں، بیلجیم کی عورتیں اللہ تعالیٰ کو پسند نہیں۔ خدا کے سب بندے خدا کے نزدیک برابر ہیں اور اس وجہ سے سب کی بھلائی چاہتا ہے ۔ اور بیلجیم کی عورتوں میں بھی ضرور ایسی نیک بندیاں ہیں جن کو اگر خدا کا پیغام صحیح طریقے سے ملے تو بڑی تیزی سے وہ خدا کی طرف جائیں گی۔ یہ میرا تجربہ یورپ کی نئی احمدی خواتین کے متعلق ہے۔ غلطی سے یہ سمجھا جاتا تھا کہ یورپ تو آزاد ہے اپنے اقدار ، اپنے اخلاق ، اپنے کردار کے لحاظ سے بہت سی بد اخلاقیوں میں مبتلا ہے اس لئے ان کی عورتیں اسلامی شعار کے مطابق اپنی پاکیزگی کی حفاظت کرنا نہیں سیکھ سکتیں۔ یہ بالکل غلط خیال ہے۔ اب تک میرا تجربہ ہے جنہوں نے واقعتاً سمجھ کر اسلام کے پیغام کو قبول کیا ہے وہ اپنی حفاظت کرتی ہیں اور اپنی پاکیزگی کو بچانے کی صلاحیت رکھتی ہیں اور بہت سی ایسی عورتوں سے بہتر نمونہ دکھاتی ہیں جو پیدا احمدیت میں ہوئی تھیں۔ اس لئے غلط فہمی میں مبتلا نہ رہیں کہ گویا آپ ہی ہیں جو پردہ کر سکتی ہیں ، آپ ہی ہیں جو اپنی حفاظت کر سکتی ہیں۔ بات اس کے برعکس بھی ہے۔ جو پاکستان سے ، ہندوستان سے ، بنگلہ دیش سے آنے والیاں ہیں ان کے لئے یہ خطرہ ہے کہ وہ سمجھتی ہیں کہ ان کی حفاظت ہو رہی ہے مگر رفتہ رفتہ وہ اس معاشرے سے متاثر ہو رہی ہیں۔ ان کو اچھا لگتا ہے پردے اتار کر باہر نکلنا۔ بعض ایسے خاندان ہیں جو احمدیت سے دور ہی نکل گئے کیونکہ ان کو شرم آتی تھی پردے سے۔ تو کوئی پتہ نہیں آپ کے اندر کیا چیز چھپی ہوئی ہے۔ جو کچھ بھی چھپا ہوا ہے جب یہ باہر نکلے گا تو پھر اس کی شکل دیکھیں گے۔ ابھی تک تو آپ نے اس کو دبا کر رکھا ہوا ہے۔ لیکن وہ عورتیں جو مغرب سے تعلق رکھتی ہیں ان کے اندر کچھ بھی چھپا ہوا نہیں ۔ جو کچھ مغربی تہذیب نے ان کو لاابالی پن عطا کیا تھا، بے پرواہی دی تھی اس کے باوجود جب وہ خدا تعالیٰ کے فضل کے ساتھ اپنی حفاظت کرتی ہیں اور اچھی اسلامی قدروں پر قائم ہو جاتی ہیں تو وہ بالکل سچی ہیں اور یہ ایک گہرا انقلاب ہے جو برپا ہو رہا ہے۔ تو یہ عورتیں نمونہ ہیں اس بات کا کہ باقی مغربی دنیا کی عورتیں بھی یہ صلاحیت رکھتی ہیں۔ وہ مجالس میں خواہ بڑے بڑے سوال کریں ، عورتوں مردوں کی برابری، پردے کے خلاف جتنی مرضی باتیں کریں اگر انہیں صحیح طور پر اللہ پر ایمان ہو جائے تو انکا دل اس بات پر قائل ہو جائے گا کہ ان کا پاکیزہ ہونا ضروری ہے۔ جب تک وہ پاک نہ ہوں اپنے آپ کو خدا کے حضور پیش نہیں کر سکتیں۔ ان کا دل ہی اٹھ جاتا ہے اس معاشرے سے۔

پس اس پہلو سے آپ لوگوں کو میں یہ نصیحت کرتا ہوں کہ یہاں کے لوگوں میں سچی صحیح تبلیغ پیار و محبت سے کریں اور ان کے دل میں اللہ تعالیٰ کی محبت داخل کرنے کی کوشش کریں۔ اللہ مل گیا تو پھر ان کو آپ کی کوئی احتیاج نہیں ، کوئی ضرورت نہیں کہ وہ آپ ہی کے ہاتھ پکڑے رکھیں۔ ان کو اللہ مل جائے اور یقین ہو جائے کہ ہمارا خدا ہمارے ساتھ ہے تو پھر آپ کو اُن کی انگلیاں پکڑنی پڑیں گے ۔ وہ آپ سے آگے اور تیز رفتاری سے آگے بھاگیں گی۔ پس یہ باتیں جو تبلیغ کے سلسلہ میں میں کہہ رہا ہوں ان پر بھی عمل در آمد کے لئے ایک انتظام کی ضرورت ہے۔ وہ انتظام لجنہ کا کام ہے۔ وہ ایسی کمیٹیاں بنائے جو ان باتوں کو سمجھے ، سنے۔ تبلیغ کے تعلق میں جو میں نے آڈیوز ویڈیوز میں کہا ہے اس پر غور کریں اور پھر گھر گھر جائزہ لیں کہ واقعۃً عورتوں میں تبدیلی ہو بھی رہی ہے یا نہیں۔ تبدیلی نظر آجائے گی۔ یہ سارے لوگ جو آپ کے سامنے بیٹھے ہیں ان میں اگر تبدیلی آئی تو چہرے بتائیں گے ، ان کی پیشانیاں بولیں گی، ان کی کیفیتیں بدل جائیں گی۔ یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ دل میں خدا ہو اور چہرے پر نہ ہو۔ اس لئے جن چہروں پر خدا دکھائی نہ دے ، جن پر صاف ان کے رجحانات نظر نہ آئیں ان کے متعلق فکر کریں۔ اور یہ ساری باتیں ان میں داخل کرنے کی کوشش کریں۔ خواہ آپ میں طاقت تھوڑی ہو تو تھوڑا تھوڑا کام شروع کریں۔

میں نے اس کے لئے ایک نیا نظام تجویز کیا تھا کہ ہر جماعت میں سے کچھ لجنہ والیاں ایسی آپ چن لیں جو پہلے سے قریب ہوں۔ یعنی جماعت کے اور خدا تعالیٰ کے پہلے ہی کچھ قریب ہوں۔ ان کے اندر نیکی پائی جائے۔ ان پر یہ کیسٹس اچھی طرح بار بار استعمال کریں۔ جب آپ دیکھ لیں کہ ان کو خوب سمجھ آگئی ہے تو آپ کو ہر شہر میں ایک یا دو معلمہ خواتین مل جائیں گی اور تین یا چار بھی ہو سکتی ہیں۔ جتنی آپ کو خواتین ملیں گی جن کو اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ دل کا اطمینان نصیب ہو جائے ان کی توجہ دوسری باتوں سے ہٹ جائے گی۔ ان کو مزہ اس بات میں آئے گا کہ

بقیہ صفحہ ۹ پر ملاحظہ فرمائیں

خطبہ جمعہ

نیک کی صحبت اپنے اندر ایک غلبہ رکھتی ہے

وہ لوگ جو فرشتوں کے نزول کے عادی ہوں، جن کی مجالس پاک ذکر سے بھری ہوئی ہوں، وہ ایک لمحہ کے لئے برداشت کیسے کر سکتے ہیں کہ ان مجالس کی طرف بھی رجوع کریں جہاں ذکر الٰہی کی بجائے دین پر گند اچھالا جاتا ہو

خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ سیدنا امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔ فرمودہ یکم مئی ۱۹۹۸ء بمطابق یکم ہجرت ۱۳۷۷ ہجری شمسی بمقام بیت السلام، برسلز (بیلجئم)

خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ بدر اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے۔

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأشهد أن محمداً عبده و رسوله-

أما بعد فاعوذ بالله من الشيطان الرجيم- بسم الله الرحمٰن الرحيم -

الحمدلله رب العٰلمين - الرحمٰن الرحيم - مٰلك يوم الدين - إياك نعبد و إياك نستعين -

اهدنا الصراط المستقيم - صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين-

﴿يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَكُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ﴾ (سورۃ التوبہ آیت ۱۱۹)

اس کا ترجمہ یہ ہے کہ اے مومنو اللہ کا تقویٰ اختیار کرو اور صادقوں کی جماعت کے ساتھ شامل ہو جاؤ۔ اس آیت کے مضمون کو چھیڑنے سے پہلے میں یہ اعلان کرنا چاہتا ہوں کہ آج چار بجے جماعت احمدیہ جرمنی کی ۱۷ ویں مجلس شوریٰ ہمبرگ میں منعقد ہو رہی ہے جو انشاء اللہ تین دن جاری رہے گی اور انکی یہ خواہش تھی کہ میں ان کی مجلس شوریٰ کو بھی اسی بیلجئم کے اجلاس میں شامل سمجھ کر ان سے بھی مخاطب ہوں۔ اسی طرح جماعت احمدیہ سویڈن کی مجلس شوریٰ بھی آج ہی منعقد ہو رہی ہے اور ان کی خواہش تھی کہ اگر ہمیں مخاطب نہ کر سکیں تو کم از کم ہمارا نام ضرور لے دیں تا کہ ساری دنیا میں ہمارے لئے دعا ہو جائے اور انشاء اللہ مجلس شوریٰ آپ کی پہلی ہدایات پر عمل کرتے ہوئے ہی بہترین روایات کے مطابق منائی جائے گی۔

جماعت احمدیہ میں مجلس شوریٰ کا نظام اب بڑھتا اور پھیلتا چلا جا رہا ہے اور میری کوشش یہی ہے کہ اس شوریٰ کے نظام کو پرانی مرکزی روایات کے مطابق کروں اور یہ نہ ہو کہ ہر جگہ الگ الگ شوریٰ نئی نئی روایات کے ساتھ منعقد ہو رہی ہو۔ آج ہی مثلاً جرمنی سے یہ اطلاع ملی ہے کہ انہوں نے غالباً بہت لمبا ایجنڈا بنایا ہوا تھا اس لئے بجائے اس کے کہ سب کمیٹیاں بنائی جاتیں ان کا خیال تھا کہ سارا ہاؤس یعنی پورے کے پورے حاضرین بیک وقت سارے مشوروں پر غور کریں۔ اب یہ ایک Innovation ہے، ایک بدعت ہے جس کا آغاز جرمنی جیسے اچھی کارکردگی والے ملک سے ہونے لگا تھا۔ تو الحمد للہ کہ میں نے اس سے پہلے ان کی شوریٰ کے ایجنڈا اور ان کے پروگرام کے متعلق معلومات حاصل کر لیں اور ان کو فوری ہدایت دی کہ ہرگز ایسا نہیں ہوگا۔ آپ کی مجلس شوریٰ دنیا میں منعقد ہونے والی تمام مجالس شوریٰ کے مطابق ہی ہو گی۔ الحمد للہ کہ انہوں نے فوری طور پر اس بات کی درستی کر لی ہے۔

ان کی شوریٰ میں جو ایجنڈا پیش ہے وہ بہت ہی غیر معمولی طور پر ایسے پروگراموں پر مشتمل ہے جو بہت زیادہ روپیہ بھی چاہتے ہیں کیونکہ جہاں تک میں نے غور کیا ہے وہ ایجنڈا ایسا ہے کہ جب تک غیر معمولی طور پر روپیہ خرچ نہ کیا جائے اس پر عمل درآمد ہو ہی نہیں سکتا اور جماعت جرمنی کا یہ حال ہے کہ پچھلے ایک دو سال سے ان کے چندوں میں کمی آ رہی ہے یعنی جو باقاعدہ چندے ہیں ان میں کمی واقع ہو رہی ہے۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے وہاں ایسے تاجر اور دوسرے اچھا کام کرنے والے امیر لوگ ہیں جو اگر اپنے بجٹ کو صحیح طور پر ادا کریں، وصیت ہی کا حصہ اگر پورا ادا کیا جائے تو جماعت جرمنی کی حالت پہلے سے بہت بہتر ہو سکتی ہے۔ (اس موقعہ پر لاؤڈ سپیکر میں آواز کی خرابی ظاہر ہونے پر حضور نے فرمایا: "یہ آپ کا لاؤڈ سپیکر کچھ خراب ہے۔ ذرا بھی میں اِدھر اُدھر منہ کروں تو پھر یہ آواز نہیں اٹھاتا اور یہی بیماری ہمیشہ سے لائوڈ سپیکر کے نظام میں چلی آتی ہے۔ باربار میں سمجھاتا ہوں، باربار اسی مصیبت کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ یا تو سیدھا اکڑ کر بیٹھ جاؤں اور دائیں بائیں بالکل نہ دیکھوں ورنہ آواز میں فرق پڑ جائے گا۔ اب مجھے مجبوراً یہی کرنا پ[illegible] مخاطب ہو کر آپ سے بات کروں اس لئے جو احباب دائیں یا بائیں توقع رکھتے ہیں کہ میں ان کی طرف بھی دیکھوں ان سے میری معذرت ہے اس میں میرا قصور نہیں یہ آپ کے انتظام کا قصور ہے")۔ پھر اصل موضوع کی طرف لوٹتے ہوئے حضور نے فرمایا: "بہر حال جماعت جرمنی کے متعلق بات ہو رہی تھی کہ میں تفصیل سے تو نہیں کہہ سکتا کہ کس حد تک ان کے اندر مالی استطاعت موجود ہے مگر میرا یہ تاثر ضرور ہے کہ جن دوستوں پر میں نظر ڈالتا ہوں اللہ تعالیٰ کے فضل سے اللہ تعالیٰ نے ان کو بہت غیر معمولی طور پر رزق عطا فرمایا ہے۔ اگر یہ سارے لوگ اپنے حصہ وصیت کو صحیح ادا کریں تو یہ ہو نہیں سکتا کہ جماعت احمدیہ جرمنی کو کچھ مالی مشکلات درپیش ہوں۔ لیکن انہوں نے بہت ہی امیدوں کے ساتھ بہت اونچا پروگرام بنایا ہے اور آمدن اتنی دکھائی نہیں دے رہی تو اس حصے کو خاص طور پر زیر غور لائیں۔ آپکی آج کی مجلس شوریٰ میں مالی امور پر خصوصی بحث ہونی چاہئے اور اس کے متعلق مجھے تسلی بخش رپورٹ ملنی چاہئے کہ آپ نے جتنے پروگرام بنائے ہیں اپنی مالی استطاعت کے مطابق بنائے ہیں ورنہ ان پروگراموں کو کچھ کم کرنا پڑے گا۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہی طریق تھا کہ وہ ہمیشہ کسی تجویز کو بھی اس وقت تک زیر غور نہیں لاتے تھے جب تک اس کے متعلق مالی ضروریات کا پہلے سے انتظام نہ کیا جا چکا ہو اور یہ تسلی نہ ہو کہ ان نئی تجاویز کے اوپر جتنا خرچ بھی آنا ہے وہ سارے کا سارا مہیا کرنے کے لئے مجلس شوریٰ نے الگ انتظام کر رکھا ہے، ایسی صورت میں تجاویز پیش ہوا کرتی تھیں۔ اب میرے پاس اتنا وقت تو نہیں رہا کہ ان تجاویز میں سے بعض کو میں رد کر دیتا، بعض کو نسبتاً کم کرتا مگر اب مجلس شوریٰ اور امیر صاحب کا فرض ہے کہ وہ اس پہلو سے پہلے مالیات پر غور کریں پھر مالیات کے مطابق جتنی توفیق ہے اتنے پَر پھیلائیں اور اسی نسبت کے ساتھ اپنے آئندہ سال کے پروگرام کو مرتب فرمائیں۔

جہاں تک سویڈن کا تعلق ہے دعائیہ پیغام تو ہے لیکن اس کے علاوہ یہ بھی میں گزارش کروں گا کہ جماعت سویڈن نے خدا تعالیٰ کے فضل سے بہت سے پرانے دلدّر دور فرمادئے ہیں اور نئے ہلکے قدموں کے ساتھ جماعت تیزی سے آگے بڑھ رہی ہے۔ میں امید رکھتا ہوں کہ ان کی مجلس شوریٰ میں بھی یہی پاکیزہ ماحول جاری رہے گا اور جماعت سویڈن آئندہ پہلے سے زیادہ تیز قدموں کے ساتھ ترقی کرے گی۔

اب میں آپ کے سامنے وہ مضمون رکھتا ہوں جو اس آیت کریمہ میں مذکور ہے۔ یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَكُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ۔ اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو اللہ کا تقویٰ اختیار کرو۔ وَكُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ اور سچوں کے ساتھ شامل ہو جاؤ۔ یہ آیت کریمہ میں نے اس لئے منتخب کی تھی کہ اس سے پہلے خطبے میں میں نے جماعت کو نصیحت کی تھی کہ بدوں سے پرہیز کرو اور جتنا دور بھاگ سکتے ہو بدوں سے دور بھاگو اور نیکوں کی مجلس میں بیٹھو کیونکہ بدوں سے خالی بھاگنا کافی نہیں۔ سوال یہ ہے کہ کس طرف بھاگو۔ اگر بدوں سے بھاگو گے تو اس سے بہتر مجلس پیش نظر ہونی چاہئے اور یہی وہ مضمون ہے جسے حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے خوب کھول کھول کر بیان فرمایا ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی اسی مضمون پر بہت روشنی ڈالی ہے۔

پہلی روایت جو اس وقت میرے سامنے ہے یہ جامع الترمذی سے لی گئی ہے اور حضرت ابو ہریرہؓ روایت کرتے ہیں۔ 'عن الاغرّ ابی مسلم انه شهد علی ابی هريرة و ابی سعيد الخدری، کہ اغرّ ابو مسلم ابو ہریرہؓ اور سعید الخدریؓ کے پاس گئے اور ان سے سوال کیا جس کے جواب میں ابو ہریرہؓ یہ روایت بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے فرمایا کہ جو قوم اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتی ہے اسے فرشتے

اپنے جلو میں لئے رہتے ہیں ان کو رحمت الٰہی ڈھانپے رکھتی ہے اور ان پر سکینت نازل ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ ان کا ذکر اپنے مُقرّبین میں بھی کرتا ہے۔

یہ جو آخری فقرہ ہے جو بہت ہی اہمیت کا حامل ہے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا کہ جو قوم اللہ کے ذکر میں مشغول رہتی ہے اس پر خدا کے فرشتے نازل ہوتے ہیں۔ اب ذکر الٰہی تو ایک دن رات کا مومن کا مشغلہ ہے لیکن مجلس کے طور پر اگر ذکر الٰہی ہو رہا ہو تو ایک خاص موقع بن جاتا ہے اور اسوقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے ارشاد کے مطابق فرشتوں کا نزول ہوتا ہے۔ یہ مضمون حضور اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے اور بھی بہت سی جگہ بیان فرمایا ہے۔

میں اس طرف خصوصیت سے توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ **وہ لوگ جو فرشتوں کے نزول کے عادی ہوں، جن کی مجالس پاک ذکر سے بھری ہوئی ہوں، وہ ایک لمحہ کے لئے برداشت کیسے کر سکتے ہیں کہ ان مجالس کی طرف بھی رجوع کریں جہاں ذکر الٰہی کی بجائے دین پر گند اچھالا جاتا ہو۔** اس لئے دونوں باتیں اکٹھی چل ہی نہیں سکتیں۔ جو لوگ ذکر الٰہی کی مجالس کے عادی ہوں ان کا وہم وگمان بھی اس طرف نہیں جاسکتا کہ بدوں کی مجلس میں بھی جھانک کے دیکھیں کہ وہ کہیں بری باتیں تو نہیں کر رہے یا کوئی اچھی بات کر رہے ہیں۔ اسلئے جو غلط فہمیاں میں نے پچھلے خطبے میں دور کی تھیں ان کو پھر میں دوبارہ آپ کے سامنے کھول کر رکھ رہا ہوں کہ اس غلط فہمی میں ہرگز مبتلا نہ ہوں کہ نیک لوگ بدوں کی صحبت کا تصور بھی کر سکتے ہوں۔

ایک اور روایت ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے۔ انہوں نے کہا یا رسول اللہ اَیّ جلَسَآءِ نَا خیرٌ۔ کہ انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سے پوچھا کہ اے اللہ کے رسول کس کے پاس بیٹھنا بہتر ہے۔ اس کے جواب میں آپؐ نے فرمایا ایسے شخص کے پاس بیٹھنا مفید ہے جس کو دیکھنے کی وجہ سے تمہیں خدا یاد آوے۔

اب جن لوگوں کی یہ عادت ہو کہ ایسے لوگوں کی مجلس میں بیٹھیں جن کو دیکھ کر خدا یاد آرہا ہو وہ اس مجلس میں جھانک کر بھی کیسے دیکھ سکتے ہیں جن کو دیکھ کر شیطان یاد آئے۔ اس لئے دو متضاد باتیں ہیں۔ انتہائی احمقانہ خیال ہے کہ کبھی کبھی دوسروں کی مجلس میں بھی چلے جاؤ جہاں شیطان کا ذکرِ خیر چل رہا ہو۔ اس لئے خوب اچھی طرح آنحضور ﷺ کے اِن الفاظ کو سنیں۔ آپؐ نے فرمایا ایسے شخص کے پاس بیٹھنا مفید ہے جس کو دیکھنے کی وجہ سے تمہیں خدا یاد آوے، جس کی باتوں سے تمہارے علم میں اضافہ ہو یعنی یاوہ گوئی نہ کر رہا ہو بلکہ جب کوئی بات کرنے تو تمہارے علم میں، خواہ کیسا ہی علم ہو، اس میں اضافہ ہو۔ اور جس کے عمل کو دیکھ کر تمہیں آخرت کا خیال آئے۔ جس کے نیک عمل کے نتیجے میں تمہیں یہ خیال آئے کہ یہ تو آخرت کی تیاری کر رہا ہے میں نے کیا تیاری کی ہے۔ اس پہلو سے وہ بھی آخرت کی تیاری کی طرف متوجہ ہو۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک روایت ہے۔ یہ روایت بخاری کتاب الایمان سے لی گئی ہے۔ آپ بیان فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا۔ تین باتیں ہیں جن میں وہ ہوں وہ ایمان کی حلاوت اور مٹھاس کو محسوس کرے گا۔ اول یہ کہ اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول باقی تمام چیزوں سے اسے زیادہ محبوب ہو۔ دوسرے یہ کہ وہ صرف اللہ تعالیٰ کی خاطر کسی سے محبت کرے۔

اب محبتیں تو انسان کرتا ہی ہے۔ بغیر محبت کے تو انسانی زندگی، زندگی ہی نہیں رہتی۔ کسی نہ کسی چیز سے وہ ضرور محبت کرتا ہے۔ مگر حضور اکرمؐ نے یہ فرمایا ہے کہ اگر کسی انسان سے محبت کرنی ہو تو اللہ کی خاطر کرے۔ اب ظاہر بات ہے کہ ایسی صورت میں بیوی کا انتخاب اور خاوند کا انتخاب بھی اللہ کی خاطر ہی ہوگا اور اگر آپ غور کر کے دیکھیں تو ہمارے معاشرے کی بہت سی بدیاں صرف اس نصیحت پر عمل کرنے سے دور ہو سکتی ہیں اور ایک پاکیزہ معاشرہ وجود میں آسکتا ہے۔ اکثر لوگ شادی کرتے وقت یہ نہیں دیکھتے۔ خوبصورتی دیکھنا، اچھا خاندان دیکھنا اپنی جگہ مگر یہ نہیں دیکھتے کہ پہلی شرط اس میں پوری ہے کہ نہیں کہ وہ لڑکی اللہ والی ہے کہ نہیں یا وہ مرد اللہ والا ہے کہ نہیں۔ اگر یہ شرط پوری ہو جائے تو اس کے پیچھے پیچھے دوسری بعض اچھی باتیں بھی مل جائیں تو بہت بہتر ہے، اُن کا انکار نہیں ہے۔ مگر جب اس شرط کو آپ اولیت دیں گے تو اس کی محبت میں ہمیشہ اللہ کی محبت کا خیال غالب رہے گا اور اس وجہ سے معاشرہ انتہائی طور پر پاکیزہ اور دلکش ہو جائے گا۔

دوسرے یہ کہ صرف اللہ کی خاطر کسی سے محبت کرے اور تیسرے یہ کہ وہ اللہ تعالیٰ کی مدد سے کفر سے نکل آنے کے بعد پھر کفر میں لوٹ جانے کو اتنا ناپسند کرے جتنا کہ وہ آگ میں ڈالے جانے کو ناپسند کرتا ہے۔

یہ جو بڑے بڑے ابتلاء جماعت پر آرہے ہیں ان کو یہ آخری بات خاص طور پر پیش نظر رکھنی چاہئے اور ان ملکوں میں بھی جو آزاد ملک کہلاتے ہیں یہی کچھ ہو رہا ہے۔ کثرت کے ساتھ ایسی خبریں ملتی ہیں کہ یہاں یا ہالینڈ میں یا جرمنی میں ایسے لوگ جو اپنے ماحول میں معزز سمجھے جاتے تھے جب انہوں نے احمدیت کو قبول کیا تو ان کو زبردستی پکڑ کے مولویوں کے پاس لے کر گئے اور بعض دفعہ شدید بدنی تکلیف پہنچائی گئی۔ اتنی کہ بعض دفعہ جینے مرنے کا سوال پیدا ہو جاتا تھا۔ تو یہ جو رویہ ہے یہ ہر جگہ ہے صرف پاکستان میں نہیں۔ پاکستان میں تو حد سے زیادہ ہے مگر باقی ملکوں میں بھی موجود ہے۔ اس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا یہ ارشاد پیش نظر رکھیں کہ وہ اپنے پہلے حال کی طرف واپس لوٹنے کی بجائے یہ زیادہ پسند کرے کہ اسے وہاں آگ میں جھونک دیا جائے ورنہ اس کے نتیجے میں وہ آگ ہوگی جو ہمیشگی کی آگ ہے۔ تو آگ میں ڈالے جانے کو زیادہ پسند کرے یا جتنا آگ میں ڈالے جانے کو ناپسند کرتا ہے اس سے زیادہ اس بات کو ناپسند کرے کہ وہ اپنے پہلے غلط خیالات کی طرف لوٹ جائے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے خدا تعالیٰ کی محبت کے ذکر میں حضرت داؤد علیہ السلام کی ایک دعا کو حرزِ جان بنایا ہوا تھا۔ آنحضرتؐ کو یہ دعا بہت ہی پیاری تھی اور انہی الفاظ میں یہ دعا کیا کرتے تھے۔ عن ابی الدرداء یعنی ابو درداء سے روایت ہے قال رسول الله كا ن من دعاء دائود علیه السلام، کہ داؤد علیہ السلام کی دعاؤں میں سے یہ دعا تھی اَللّٰھُمَّ اِنِّی اَسْئَلُكَ حُبَّكَ وَحُبَّ مَنْ يُحِبّكَ کہ اے اللہ میں تجھ سے تیری محبت مانگتا ہوں اور اس شخص کی محبت مانگتا ہوں جو تجھ سے محبت کرتا ہے وَالعَمَلَ الَّذِیْ یُبَلِّغُنِی حُبَّكَ اور ایسے عمل کی محبت چاہتا ہوں جو مجھے تیری محبت تک پہنچادے۔ کیسا پیارا مضمون ہے اور بہت جانچ تول کے بیان فرمایا گیا ہے۔ ایسے عمل کی محبت چاہتا ہوں جو مجھے تیری محبت تک پہنچادے۔ وہ تجھ سے مانگتا ہوں۔ اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ حُبَّكَ اے میرے اللہ اپنی محبت کو بنادے۔ اَحَبَّ اِلَیَّ میرے لئے سب سے زیادہ پیاری مِنْ نَفْسِی اپنے نفس سے بھی زیادہ پیاری وَ اَھْلِی اور اپنے اہل سے بھی زیادہ پیاری وَمِنَ الْمَآءِ الْبَارِدِ اور ٹھنڈے پانی سے بھی زیادہ پیاری۔

یہ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے ہمیں دعا سکھائی ہے میں تعجب کیا کرتا تھا کہ اس میں آپ نے حضرت داؤد کی طرف واحد کا صیغہ استعمال فرمایا اور جمع کا نہیں۔ واحد کے صیغے میں صرف اپنے لئے دعا بنتی ہے اور جمع کی صورت میں سب کے لئے دعا بن جاتی ہے۔ اتنی پیاری دعا سب کے لئے کیوں نہ مانگی۔ دراصل حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے وجود میں جب وہ اِنِّیْ کہتے ہیں تو وہ سارے جو آپ کے پیروکار ہیں، جو حقیقت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سے گہرا تعلق رکھتے ہیں وہ بھی شامل ہو جاتے ہیں اور اسی لئے اللہ تعالیٰ نے بعض دفعہ آپ کو اکیلے کو مخاطب فرمایا اور سارے مسلمان آپ کے پیروکار اس خطاب میں شامل ہو گئے۔ تو اس مضمون کو سمجھنا چاہئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم جب اپنے لئے دعا مانگتے ہیں یا حضرت داؤد نے جب اپنے لئے دعا مانگی تو بحیثیت نبی اللہ ہونے کے ان کے متبعین اور ان سے سچی محبت کرنے والے اس دعا میں شامل ہوتے تھے۔

پس احترام کے طور پر میں بھی جب دعا مانگتا ہوں اسی اِنِّیْ کے ساتھ مانگتا ہوں کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے الفاظ نہیں بدلے اس لئے میں نہیں سمجھتا کہ دوسرے الفاظ کے ساتھ یہ دعا مانگی جائے۔ آپ بھی یہی کریں مگر ساتھ خدا تعالیٰ سے التجا کیا کریں کہ جس طرح خدا تعالیٰ نے انبیاء کی جماعتوں کو بھی شامل کر دیا تھا اسی طرح ہمارے اہل خانہ، ہمارے دوست، ہمارے قریبی جن سے ہم پیار کرتے ہیں، جو ہم سے پیار کرتے ہیں ان سب کو اس دعا میں شامل فرمالے کیونکہ یہ دعا بہت ہی اہمیت کی حامل ہے۔ اگر یہ مقبول ہو گئی تو سب کچھ مقبول ہو گیا۔ جسے اللہ کی محبت نصیب ہو جائے اسے اور کچھ بھی نہیں چاہئے کیونکہ اللہ کی محبت کے اندر ساری محبتیں، تمام دنیا کے وہ مسائل جن مسائل سے انسان کو واسطہ پڑتا ہے وہ اس میں شامل ہو جاتے ہیں، اُن سارے مسائل کا حل اللہ کی محبت ہے۔ پس اس میں ایک ادنیٰ بھی مبالغہ نہیں کہ **اللہ کی محبت کے نتیجے میں آپ کی زندگی کے سارے مقاصد**

ارشاد نبوی

خَیرُ الزَّادِ التَّقوٰے

سب سے بہتر زادِ راہ تقویٰ ہے

منجانب

رکن جماعت احمدیہ ممبئی

طالبان دُعا:-

آٹو ٹریڈرز

AUTO TRADERS

16 مینگو لین کلکتہ 700001

دکان-248-1652, 248-5222

رہائش-243-0794, 27-0471

پورے ہو جائیں گے اور یہ ہے تو سب کچھ رہ گیا۔ اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے الفاظ میں اگرچہ اپنے آپ کو مخلص پیش کریں کہ مجھے محبت عطا فرما لیکن جیسا کہ میں نے عرض کیا ہے سب قریبیوں اور عزیزوں کو جن سے آپ کو پیار ہے یا جو آپ سے پیار کرتے ہیں ان کو بھی شامل کرلیں۔

اب میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعض اقتباسات اسی مضمون کے تعلق میں آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔

فرمایا، "یاد رکھو میں جو اصلاحِ خلق کے لئے آیا ہوں جو میرے پاس آتا ہے وہ اپنی استعداد کے موافق ایک فضل کا وارث بنتا ہے لیکن میں صاف طور پر کہتا ہوں کہ جو سرسری طور پر بیعت کرکے چلا جاتا ہے اور پھر اس کا پتہ بھی نہیں ملتا کہ کہاں ہے اور کیا کرتا ہے اس کے لئے کچھ نہیں ہے۔ وہ جیسا تہی دست آیا تھا تہی دست جاتا ہے"۔

پس آج کل جو ہمارا تبلیغ کا غیر معمولی دور چل رہا ہے جن ممالک میں بھی خصوصیت سے تبلیغ ہو رہی ہے ان میں خدا تعالیٰ کے فضل سے مغرب میں جرمنی سر فہرست ہے اور ان کے ایجنڈے میں بھی تبلیغ کے موضوع پر بہت زور دیا گیا ہے، ان کو میں یاد دلاتا ہوں کہ تبلیغ کے ذریعے ایسے لوگ چاہئیں جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قریب ہوں اور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا قرب ان کو ان جماعت کے ممبران کے ذریعہ نصیب ہو سکتا ہے جو تبلیغ میں ایک ذریعہ بنے ہوئے ہیں، براہ راست غائب کا تصور مشکل ہے۔ غائب کا قرب خواہ وہ کتنا ہی بڑا کیوں نہ ہو کسی ذریعے کو چاہتا ہے اسی لئے اللہ کا قرب حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے قرب کو چاہتا ہے اس لئے کہ آنحضرت کو دیکھا تو خدا کو دیکھا کیونکہ رسول اللہ کی صفات میں خدا جلوہ گر ہے۔

پس یہ بہت ہی اہمیت کا مضمون ہے۔ جس کو آپ قریب سے دیکھیں وہ آپ کے دل پر قابض ہو جاتا ہے۔ اللہ کو آپ براہ راست قریب سے دیکھ نہیں سکتے۔ اس لئے ضروری تھا کہ اس کا کوئی وسیلہ ہو۔ جسے قریب سے دیکھیں تو اس کی محبت آپ پر غلبہ کرے مگر وہ محبت ایسی ہو کہ اس کے غلبے کے ساتھ ہی اللہ کی محبت از خود غلبہ کر جائے۔ یہ وہ مضمون ہے جو آج بھی اسی طرح اہمیت رکھتا ہے اور آپ سب میں اگر مسیح نمائی کی صفات موجود نہ ہوں یعنی مسیح موعود دکھانے کی صفات موجود نہ ہوں تو آنے والے جیسے سوکھے آئے تھے ویسے سوکھے چلے جائیں گے اور ان کا کوئی بھی مستقل گہرا تعلق جماعت احمدیہ سے قائم نہیں ہو سکتا۔ جیسا کہ فرمایا "جیسا تہی دست آیا تھا تہی دست جاتا ہے"۔

"یہ فضل اور برکت صحبت میں رہنے سے ملتی ہے۔ رسول اللہ ﷺ کے پاس صحابہ بیٹھے آخر نتیجہ یہ ہوا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ اللہ فی اصحابی۔ اللہ ہی اللہ ہے میرے صحابہ کے اندر"۔ کتنا عظیم الشان تعریف کا فقرہ ہے جو صحابہ کے حق میں حضرت اقدس محمدؐ رسول اللہ نے بیان فرمایا اللہ اللہ فی اصحابی۔ میرے صحابہ میں اللہ ہے، اللہ ہے۔ جس نے اللہ کو ڈھونڈنا ہے تو میرے صحابہ کو دیکھے۔ فرماتے ہیں "گویا صحابہ خدا کا روپ ہو گئے"۔ اور جو بات میں نے بیان کی تھی اس میں صرف حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم ہی روپ نہیں تھے بلکہ جن جن پر حضرت رسول اللہ کی محبت غالب آئی وہ بھی خدا ہی کا روپ ہو گئے۔

"یہ درجہ ممکن نہ تھا کہ ان کو ملتا اور دور ہی بیٹھے رہتے"۔ یعنی یہ کیسے ممکن تھا کہ وہ صحابہ جن کی تعریف میں فرمایا گیا اللہ اللہ وہ رسول اللہ ﷺ سے دور بیٹھے رہتے اور ان کو یہ درجہ مل جاتا۔ "یہ بہت ضروری مسئلہ ہے خدا تعالیٰ کا قرب بندگانِ خدا کا قرب ہے"۔ یہ وہ فقرہ ہے جس کو بہت احتیاط سے جانچنے اور پرکھنے کی ضرورت ہے۔ اس کی حقیقت کو سمجھنے میں اگر ادنیٰ سا بھی فرق کیا گیا تو ایسا شخص شرک میں مبتلا ہو سکتا ہے۔ جتنی صوفیاء کی تحریکات چلی ہیں وہ بالآخر اسی شرک میں مبتلا ہو گئیں کہ وہ بزرگ جن کو دیکھ کر خدا یاد آیا کرتا تھا کسی زمانے میں اس بزرگ کو دیکھ کر وہ بزرگ ہی یاد آنے لگ گیا اور خدا کا تصور غائب ہو گیا۔ ایسے لوگ خدا رسیدہ بن سکے بلکہ بزرگوں کا خیال کرکے اسی تصور میں مگن رہے اور اللہ کا یاد آنا بھلا بیٹھے۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم جن بندگانِ خدا کے اندر خدا دکھا رہے ہیں وہ وہ ہے جن کو دیکھ کر وہ بندے یاد نہیں رہتے تھے، خدا ہی یاد آتا تھا۔ جتنے صحابہ تھے ان کو دیکھ کر یہ نہیں تھا کہ کسی کو فلاں صحابی سے عشق ہو گیا، کسی کو فلاں صحابی سے عشق ہو گیا۔ سارے صحابہ میں، جیسے اصحابی کالنجوم فرمایا ہے، سارے صحابہ میں وہ خدا کی روشنی تھی اور ہر ایک کو دیکھ کر خدا یاد آتا تھا اور سب کو دیکھ کر بھی خدا یاد آتا تھا۔ تو ایسا خدا نما بنیں کہ آپ اپنی ذات کو اچھال دیں اور آنے والے آپ کو دیکھ کر آپ کے مداح تو ہو جائیں مگر مسیح موعود کو آپ میں نہ دیکھ سکیں اور خدا کو آپ کی ذات میں نہ دیکھ سکیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں "خدا تعالیٰ کا ارشاد کُونُوا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ اس پر شاہد ہے کہ تم سچوں کے ساتھ ہو جاؤ"۔ یہی جو میں نے آیت پڑھی ہے اسی آیت کے حوالے سے فرما رہے ہیں "خدا تعالیٰ کا ارشاد کُونُوا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ اس پر شاہد ہے۔ یہ ایک سِرّ ہے جس کو تھوڑے ہیں جو سمجھتے ہیں"۔ اب دیکھنے میں تو ظاہری بات ہے سچوں کے ساتھ ہو جاؤ اس میں سِرّ کیا ہے۔ فرمایا اس میں ایک راز ہے تھوڑے ہیں جو اسے سمجھتے ہیں۔ اور یہی میں آپ کو سمجھانے کی کوشش کر رہا ہوں کہ سچوں کے ساتھ ہوں تو اس شرط کے ساتھ ہوں کہ آپ کو سچوں کو دیکھ کر خدا یاد آئے اور آپ کو دیکھ کر دوسروں کو خدا یاد آئے۔ اس طرح کُونُوا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ ہو سکتے ہیں ورنہ کُونُوا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ نہیں رہیں گے، باہر بیٹھے ان کی تعریفیں کر رہے ہونگے۔ بہت ہی اہم نکتہ ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بیان فرمایا ہے۔ اور اسی لئے فرمایا اس میں ایک راز ہے اس راز کو نہیں سمجھو گے تو کچھ بھی فائدہ نہیں ہوگا۔ اکثر لوگ جو سچوں سے محبت کا دعویٰ رکھتے ہیں وہ باہر بیٹھے ان کی تعریفیں کر رہے ہوتے ہیں ان کے اندر شامل نہیں ہوتے کہ خود وہ بھی قابل تعریف ٹھہریں۔ اور جب اندر ہونگے اور قابل تعریف ٹھہریں گے تو سچوں کے ساتھ ہونے کے نتیجے میں وہ بھی خدا نما بن جائیں گے۔ ان کی طرف انگلی نہیں اٹھے گی وہ انگلی خدا کی طرف اٹھ رہی ہو گی۔

فرمایا "مامور من اللہ ایک ہی وقت میں ساری باتیں کبھی بیان نہیں کر سکتا"۔ ایک اور بہت اہم نکتہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کُونُوا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ کا بیان فرمایا ہے جس کے متعلق پہلے مجھے تو خیال نہیں آیا تھا لیکن شاید کسی اور کو خیال آیا ہو، بہت عمدہ نکتہ ہے۔ جہاں تک میں نے تفاسیر دیکھی ہیں اس نکتے کو پہلے کسی نے بیان نہیں کیا۔ فرماتے ہیں "مامور من اللہ ایک ہی وقت میں ساری باتیں کبھی بیان نہیں کر سکتا"۔ مامور من اللہ کے بھی اپنے مزاج ہوتے ہیں یا اپنی اس کی کیفیات ہوتی ہیں اور وہ کیفیات ہمیشہ ایک جیسی نہیں رہتیں۔ کبھی ایک کیفیت ہے کبھی دوسری کیفیت ہے۔ کبھی جذب کا ایک خاص عالم ہے کبھی علم اور فلسفے کی باتیں بیان کرتا ہے۔ تو فرمایا کُونُوا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ کا مطلب ہے ایسے بزرگ سے چمٹے رہو جو خدا سے چمٹا ہو کیونکہ وہ کچھ نہ کچھ باتیں، کبھی نہ کبھی نئی ضرور بیان کرے گا اور تم ان باتوں سے محروم رہ جاؤ گے۔ یہ جو مضمون ہے یہی مضمون حضرت ابوہریرہؓ کے اوپر صادق آرہا ہے۔ اپنی ساری زندگی جو بقیہ تھوڑی سی زندگی تھی یعنی اسلام قبول کرنے کے بعد جو ان کی باقی ساری زندگی تھی وہ مسجد سے چمٹے رہے۔ صرف یہ حرص تھی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے منہ سے نکلی ہوئی کوئی بات بھی ایسی نہ ہو جو میں خود نہ سن سکوں۔ اپنی ساری عمر کی ساری دوری کی تلافیاں فرمادیں اور چند سالوں میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سے وہ فیض پاگئے جو بعض دوسرے بڑے بڑے صحابہ کو بھی نصیب نہیں ہوا۔ کبھی کسی صحابی سے اتنی روایات بیان نہیں کی گئیں جتنی حضرت ابوہریرہؓ سے بیان کی گئی ہیں حالانکہ ان کا وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی صحبت میں تھوڑا تھا۔ آخری عمر میں ایمان لائے تھے اور چند سال سے زیادہ آپ کو توفیق نہیں ملی مگر ہر وقت تیار رہتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ کے منہ سے جو موتی جھڑیں اسے اپنے دامن میں چن لیں۔

پس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرمارہے ہیں مامور من اللہ ہمیشہ ایک جیسی باتیں نہیں کرتا۔ کبھی کوئی نکتہ بیان کر رہا ہے، کبھی کوئی نکتہ بیان کر رہا ہے۔ وہ لوگ جو دور رہنے کے عادی ہوں اکثر نکات سے محروم رہ جائیں گے۔ دوسری بات آپ یہ فرماتے ہیں، "وہ اپنے دوستوں کے امراض کی تشخیص کرکے حسب موقع ان کی اصلاح بذریعہ وعظ و نصیحت کرتا رہتا ہے"۔ اب جو لوگ بھی ایسے مامورین کے قریب آتے ہیں وہ ان کے حالات دیکھ کر ان کی بیماریوں کی تشخیص بھی کرتا ہے اور ہر موقع پر ایک ہی طرح کے بیمار نہیں آتے۔ کبھی کوئی بیمار آیا، کبھی کوئی بیمار آیا ان کی تشخیص کرتا ہے اور ان کا علاج تجویز کرتا ہے۔ تو آپ دیکھ لیں احادیث کو سمجھنے کی کتنی زبردست کنجی ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ہمارے ہاتھوں میں تھمادی ہے۔

حضرت اقدس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سے جب کوئی شخص سوال کیا کرتا کہ بتائیں میں کیا کروں۔ کسی کو کوئی نصیحت فرماتے تھے، کسی کو کوئی نصیحت فرماتے تھے حالانکہ بعض دفعہ سوال ایک ہی جیسا ہوتا تھا۔ عرض کرنے والا عرض کیا کرتا تھا کہ سب سے اچھا عمل کون سا ہے۔ کسی مجلس میں آپ یہ جواب دیتے تھے کہ سب سے اچھا عمل ماں کی خدمت کرنا ہے۔ کسی مجلس میں ماں کی خدمت کی بجائے جہاد کا ذکر فرمادیتے تھے۔ تو وہ لوگ جنہوں نے پہلے آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی احادیث پر غور کیا ہے ان میں سے کوئی بھی اس نکتے کو نہیں پہنچا، ایک بھی نہیں جس نے یہ بات ہمیں سمجھائی ہو جو حضرت مسیح

موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سمجھائی ہے کہ وہ حسب موقع دیکھ دیکھ کر باتیں فرماتے تھے۔ اس لئے بظاہر سوال ایک جیسا بھی ہو جواب الگ الگ ہوتے تھے کیونکہ سوال کرنے والا الگ تھا اس کی بیماری کی تشخیص کئے بغیر جواب دیا ہی نہیں جاسکتا تھا۔ پس یہ تشخیص والا پہلو ہے جو اس سے پہلے آپ کو کہیں دکھائی نہیں دے گا۔ آنحضورﷺ ہر شخص کی تشخیص فرماتے تھے اور یہ وہ نکتہ ہے جو قرآن کریم سے سو فیصد درست ثابت ہوتا ہے۔ آپ پیشانیوں کے آثار پڑھ لیتے تھے۔ سوال کرنے والے سے بعض دفعہ اس کے سوال سے پہلے ہی پوچھا کرتے تھے تم یہ سوال کرنے آئے ہو اور پھر اس کا جواب دیتے تھے۔ پس مامور من اللہ کے پاس ہر حال میں بیٹھنا بہت ضروری ہے تاکہ ان سب قسم کے حالات میں مامور من اللہ جو باتیں کرے وہ آپ کے علم اور عمل اور تقویٰ میں اضافہ کرنے والی بن سکیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرمار ہے ہیں، "اب جیسے آج میں ساری باتیں بیان نہیں کر سکتا ممکن ہے کہ بعض آدمی ایسے ہوں جو آج ہی تقریر سن کر چلے جاویں اور بعض باتیں ان میں ان کے مذاق اور مرضی کے خلاف ہوں تو وہ محروم گئے"۔

اب یہ ایک اور نکتہ ہے جو بہت ہی اہم ہے۔ میں نے بھی اکثر اپنے تجربے میں دیکھا ہے کہ بعض دفعہ نئے آنے والے ہوتے ہیں اس مجلس میں جو میں بات کر رہا ہوتا ہوں وہ ان میں سے بعض کے مزاج کے خلاف ہوتی ہے اگر وہ چھوڑ کر چلے جائیں تو ہمیشہ گمراہ ہی رہتے ہیں۔ جب وہ بار بار آئیں تو اللہ ان کو وہ نکتہ سمجھادیتا ہے اور یہ بات میں ان آنے والوں کے اعتراف کے مطابق بیان کر رہا ہوں۔ ان آنے والوں نے بارہا مجھ سے اعتراف کیا ہے کہ جب ہم پہلی دفعہ مجلس میں آئے تھے تو فلاں چیز دل کو نہیں لگی لیکن ہم پھر بھی آئے، پھر بھی آئے اور یہاں تک کہ آپ نے ایک ایسا پہلو بیان کیا جس کی طرف ہمارا خیال بھی نہیں گیا تھا اور وہ پہلی بات دل میں اس طرح جاپائی گئی کہ پھر کبھی وہ دل کو چھوڑ کر کہیں نہ جائے۔

یہ وہ مضمون ہے جو مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی تحریرات میں باریکی کے ساتھ کھول رہے ہیں، "جیسے آج میں ساری باتیں بیان نہیں کر سکتا ممکن ہے کہ بعض آدمی ایسے ہوں جو آج ہی تقریر سن کر چلے جاویں اور بعض باتیں ان میں ان کے مذاق اور مرضی کے خلاف ہوں تو وہ محروم گئے لیکن جو متواتر یہاں رہتا ہے وہ ساتھ ساتھ ایک تبدیلی کرتا جاتا ہے اور آخر اپنے مقصد کو پالیتا ہے"۔ (الحکم جلد ۶ صفحہ ۲۶، ۲۴ر جولائی ۱۹۰۲ء)۔

"انسان کو انوار و برکات سے حصہ نہیں مل سکتا جب تک وہ اسی طرح عمل نہ کرے جس طرح خدا تعالیٰ فرماتا ہے کُوْنُوا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ کہ سچوں کے ساتھ ہو جاؤ"۔ اب اس آیت کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بار بار دہرایا ہے لیکن میں تو جب بھی اس کی تشریح پڑھتا ہوں اس میں نئے نکات دیکھتا ہوں۔ بظاہر ایک ہی جیسی بات ہو رہی ہے مگر کوئی نہ کوئی زاویہ ایسا ہے جس کی رو سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس آیت کے اندر مخفی بعض دوسرے مضامین بھی بیان فرماجاتے ہیں۔ فرماتے ہیں "بات یہی ہے کہ خمیر سے خمیر لگتا ہے"۔ اب یہ نئی بات ہے۔ سچوں کے ساتھ اس لئے ہو کہ تم خمیر کو دیکھو جب تک خمیر نہ ڈالا جائے دوسرے آٹے کو خمیر لگتا ہی نہیں۔ تم اس لئے سچوں کے ساتھ ہو کہ تمہیں ان کا خمیر لگ جائے اور جب خمیر لگ گیا تو خمیر غالب آجاتا ہے۔ اور بڑی سے بڑی چیز کو بھی آخر مغلوب کر لیتا ہے۔ خمیر لگنے کا مضمون بہت گہرا مضمون ہے۔ میں نے پہلے ایک دفعہ یا کئی دفعہ شاید بیان کیا ہے کہ اگر ایک سمندر بھی ہو اور اس میں تھوڑا سا خمیر ڈال دیں یعنی دودھ کا ایک سمندر بھی ہو تو وہ اس خمیر سے پھٹ سکتا ہے۔ اگر آٹے کا سمندر ہو تو ایک کونے میں تھوڑا سا خمیر ڈال لیں وقت لگے گا لیکن ہو نہیں سکتا کہ وہ سارا سمندر خمیر نہ ہو جائے۔

پس یہ مضمون ہے کہ **نیک کی صحبت اپنے اندر ایک غلبہ رکھتی ہے، ایک طاقت رکھتی ہے۔ نیکی میں جو غلبے کی طاقت ہے اگر تم نیک نیتی سے اس نیک کے پاس بیٹھو گے تو خواہ تمہارا باقی سارا وجود نیکی سے بے تعلق ہی کیوں نہ ہو یقین رکھو کہ اگر پیار اور محبت کے نتیجے میں کسی نیک کے پاس بیٹھے رہو گے تو اس کا خمیر تمہارے سارے وجود پر غالب آجائے گا۔**

اب اس ایک سر میں ہمارے بے انتہاء مسائل بیان ہو گئے ہیں۔ بارہا میں نے جماعت کو توجہ دلائی ہے کہ اپنے وجود کے اندر ہر پہلو پر نظر ڈالو، ہر پہلو سے نیک ہونا ضروری ہے ورنہ کلیۃً خدا کے حضور قبول نہیں کئے جاسکتے۔ اس کے اور بھی بہت سے رستے تھے جو مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حوالے سے میں نے بیان کئے مگر ایک یہ رستہ مجھے بہت ہی پیارا لگا ہے اتنا آسان کہ اس میں کوئی بھی زور نہیں لگتا کوئی معیبت پیش نہیں آتی محنت کے ساتھ قدم نہیں اٹھانے پڑتے خمیر از خود لگتا چلا جاتا ہے۔ اور اگر آپ کسی نیک کی صحبت اس کی نیکی کی وجہ سے اختیار کریں گے تو آپ حیران ہونگے کہ آپ کے اندر تبدیلی ہو رہی ہے، ہوتی چلی جارہی ہے۔ پتہ بھی نہیں لگ رہا کہ کیسے ہوئی۔ مگر بغیر مشقت، بغیر محنت کے اگر کوئی انسان نیک ہونا چاہتا ہے تو اس نکتے کو پکڑ لے۔

فرماتے ہیں، "خمیر سے خمیر لگتا ہے یہی قاعدہ ابتداء سے چلا آرہا ہے۔ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم آئے تو آپ کے ساتھ انوار و برکات تھے جن میں سے صحابہ نے بھی حصہ لیا۔ پھر اسی طرح خمیر کی لاگ کی طرح آہستہ آہستہ ایک لاکھ تک ان کی نوبت پہنچی"۔ سارے عرب کی جو کایا پلٹی ہے وہ خمیر در خمیر سے کایا پلٹی ہے ورنہ اکیلے آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کس طرح عرب پر اپنے پاک وجود کو نافذ فرما سکتے تھے۔ یہی ایک طریقہ ہے جو مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ ازل سے اسی طرح چلا آرہا ہے کہ خمیر کی لاگ کی طرح آہستہ آہستہ آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے صحابہ کی تعداد ایک لاکھ تک جا پہنچی۔

پھر فرماتے ہیں "شریعت کی کتابیں حقائق اور معارف کا ذخیرہ ہوتی ہیں لیکن حقائق اور معارف پر کبھی پوری اطلاع نہیں مل سکتی۔ جب تک صادق کی صحبت اخلاص اور صدق کے ساتھ اختیار نہ کی جاوے"۔ صادق کی صحبت میں اخلاص اور صدق ضروری ہے۔ کُوْنُوا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ میں صدق کے بغیر کُوْنُوا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ کا مضمون چلتا ہی نہیں ہے۔ **جس نے بھی صادقین کے پاس بیٹھنا ہے اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ صدق کے ساتھ، سچائی کے ساتھ بیٹھے اور اخلاص کے ساتھ اسکی صحبت سے فائدہ اٹھانے کی کوشش کرے۔** فرماتے ہیں "جب تک صادق کی صحبت اخلاص اور صدق کے ساتھ اختیار نہ کی جاوے" اور امر واقعہ یہ ہے کہ صادقوں کی صحبت مشروط ہے اس بات سے کہ صحبت اختیار کرنے والا صادق ہو ورنہ وہ کوئی فائدہ نہیں دے گی۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی ظاہری صحبت میں تو ابو جہل بھی بیٹھ جایا کرتا تھا اور مکہ کے بہت سے ایسے بدباطن شخص جو بدی کی حالت میں پہلے سے زیادہ گمراہ ہو کر مر گئے وہ بھی آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی صحبت میں آجایا کرتے تھے۔ آپ کی مجالس میں خبیث ترین منافقین بھی ہوا کرتے تھے۔ ان کو تو کوئی فائدہ نہیں ہوا۔ پس حضور اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی صحبت سے صرف انہوں نے فائدہ اٹھایا جن کے اپنے اندر صدق کا بیج تھا۔ پس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کُوْنُوا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ کی یہ تشریح آپ کے سامنے پیش فرمار ہے ہیں۔ "جب تک صادق کی صحبت اخلاص اور صدق کے اختیار نہ کی جاوے اس وقت تک حقائق و معارف کی جو کتابوں میں ہیں اطلاع نہیں ہوتی"۔

اب ایک قرآن کریم کو سمجھنے کا بھی رستہ بیان فرمادیا۔ اس لئے محض صحبت کی باتیں نہیں ہو رہیں، صحبت کے مختلف فوائد کا ذکر فرمار ہے ہیں اور جب بھی اس آیت کی تشریح فرماتے ہیں ایک نیا نکتہ بیان فرماتے ہیں۔ یہ بات دنیا کے کسی اور مفسر کو نصیب نہیں ہوئی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے زمانے سے آج تک کے زمانے پر نظر ڈال کر دیکھیں یہ باتیں مسیح موعود علیہ السلام کے سوا کسی کو نصیب نہیں ہوئیں۔ فرماتے ہیں شریعت کی کتابیں حقائق و معارف کا ذخیرہ ہوتی ہیں لیکن لوگ انہی کتابوں کو پڑھتے ہیں اور گمراہ ہو جاتے ہیں، انہی کتابوں کے حوالے سے لوگوں کو گمراہ کر دیتے ہیں۔ حقائق اور معارف پر کبھی پوری اطلاع نہیں مل سکتی جب تک صادق کی صحبت اخلاص اور صدق سے اختیار نہ کی جاوے۔

"اسی لئے قرآن شریف فرماتا ہے یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ كُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو اللہ کا تقویٰ اختیار کرو اور سچوں کے ساتھ ہو جاؤ۔ اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ **ایمان اور ارتقاء کے مدارج کامل طور پر کبھی حاصل نہیں ہو سکتے جب تک صادق کی معیت اور صحبت نہ ہو**"۔ ایمان اور ارتقاء کے مدارج"۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک ارشاد بہت باریک نظر سے پڑھنے کے لائق ہے اور لوگ سرسری نظر سے پڑھ کر گزر جاتے ہیں ان کو پتہ نہیں کہ کتنے معارف اس میں چھپے ہوئے ہیں۔ ایمان کے ساتھ مومن کے اندر ارتقاء ہو رہا ہوتا ہے۔ اگر وہ سچا ہے اور سچوں کی صحبت اختیار کرتا ہے تو لازم ہے کہ اس کے اندر ارتقاء ہو۔ ہر روز حالت بدلے اور وہ کبھی بھی پہلا وجود نہ رہے۔ مسلسل آگے بڑھتا ہوا، قرب الٰہی کی نعمت سے فیض یاب ہوتا ہوا آگے سے آگے بڑھتا رہے اس کو ارتقاء کہتے ہیں۔ فرمایا ایمان اور ارتقاء کے مدارج کامل طور پر سچوں کو حاصل ہو ہی نہیں سکتے جب تک صادق کی معیت اور صحبت نہ ہو۔ کیونکہ اس کی صحبت میں رہ کر وہ اس کے انفاس طیبہ، عقد ہمت اور توجہ سے فائدہ اٹھاتا ہے۔

یہ جو مضمون ہے اس میں مجھے ایک اور مضمون بھی نظر آرہا ہے کہ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی

اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے متعلق یہ کیوں فرمایا گیا کہ ہر حال میں، ہر لحہ آپ کی حالت پہلے سے بہتر ہو رہی ہے کُونُوامَعَ الصَّادِقِین کا مضمون آپؐ پر صادق آرہا تھا کیونکہ آپ کا تعلق خدا سے تھا اور مسلسل اللہ سے تعلق کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ کی وہ صفات جن کا کوئی انت نہیں، جن کی کوئی انتہاء نہیں وہ صفات آپ کو اپنی طرف بلا رہی تھیں جو ہمیشہ آپ کو ایک لامتناہی سفر میں مبتلا کر رہی تھیں۔ اور جو خدا تعالیٰ کی طرف سفر اختیار کرتا ہے وہ ہمیشہ ہر حال میں پہلے سے بہتر ہو رہا ہوتا ہے۔ پس کتنا عظیم مضمون ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ان چھوٹے چھوٹے اشاروں میں بیان فرما دیتے ہیں کہ صادقوں کی معیت میں تم اگر صدق کے ساتھ بیٹھو گے تو لازم ہے کہ صادق کی طرح بننے کی کوشش کرو گے۔ پس اس کے صدق کے ساتھ تمہارے اندر ارتقاء کی کیفیت پیدا ہو جائے گی۔

جب تک تم اس صادق کی تمام حسین صفات کو اپنا نہیں لیتے اس وقت تک تم آگے بڑھتے چلے جاؤ گے اور ایک صادق اگر خود لامتناہی صفات نہیں رکھتا تو صادق بنتا ہی جب ہے جب اس کا تعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سے ہو۔ وہ ایک منزل ہوتا ہے، راستے کی منزل، جس پہ قدم رکھ کر وہاں قدم رک نہیں جایا کرتے۔ وہ آگے آپ کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی صحبت کی طرف لے جاتا ہے اور وہ صحبت ایسی ہے جو خدا کی صحبت ہے۔ پس اسلام کے اندر لامتناہی ترقیات کے رستے کھول دیئے گئے ہیں اور اس آیت کُونُوامَعَ الصَّادِقِین کی ہر تشریح میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک نئے رستے کی طرف اشارہ فرمایا ہے اور وہ ہر رستہ آسان بھی ہے اور کامل بھی ہے۔

پس آپ سب کو مجالس شوریٰ کے ممبران ہیں یا ویسے ہی ان سب کو جو شوریٰ کی وساطت سے میرے مخاطب ہیں یعنی تمام دنیا کے احمدی، ان سب کو میں یہ نصیحت کرتا ہوں کہ کُونُوامَعَ الصَّادِقِین کا سبق پلے باندھ لیں۔ جو باقی باتیں رہ گئی ہیں وہ انشاء اللہ آئندہ جمعہ میں بیان کر دوں گا مگر جو بیان کی ہیں یہ بھی بہت ہیں۔ اتنی ہیں کہ اگر آپ ان پر عمل کریں تو ساری زندگی سنور سکتی ہے۔ نومبایعین کو بھی پیار اور حکمت کے ساتھ یہی باتیں سمجھائیں۔ پھر انشاء اللہ آپ کو قرآن کی سچی معرفت نصیب ہونا شروع ہو گی کیونکہ قرآن کی معرفت حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے کردار کے حوالے کے بغیر نصیب نہیں ہو سکتی۔ پھر آپ کو یہ عادت پڑ جائے گی کہ قرآن کریم کی جو بھی تشریح کرنے لگیں اپنے نفس اور اپنی خواہش کے مطابق نہ کریں جیسا کہ آج کل کے بدنصیب علماء کرتے ہیں۔ ہر تشریح کو رسول اللہ ﷺ کے کردار پر پرکھیں۔ آپ کا کردار غلط تشریحات کو جھٹک دے گا، اپنے جسم سے مس تک نہیں ہونے دے گا اور جو سچی تشریحات ہیں وہ بعینہٖ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے کردار کے مطابق ہوں گی۔ پس آج جبکہ علوم کا زمانہ ہے اور ہم سب نے دنیا میں کثرت سے قرآنی علوم پھیلانے ہیں اس کا بھی یہی رستہ ہے کہ کُونُوامَعَ الصَّادِقِین۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔

☆ ☆ ☆ ☆

بقیہ: خطاب حضور انور از صفحہ نمبر ۳

وہ خدا کی خدمت کر رہی ہیں۔ ایسی خواتین پھر اپنی اپنی جگہ وہ کام کریں گی جس کا حوالہ میں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اقتباسات میں سے لیا تھا کہ جاگ لگائیں گے۔ یہ جاگ لگانے والا مضمون بہت ہی پیارا مضمون ہے۔ وہ جاگ لگانا شروع کریں گی کیونکہ خود وہ جاگ لگی صفات اپنے اندر رکھیں گی۔ اور پھر دیکھنا کہ اگلے سال تک آہستہ آہستہ ایک بہت بڑا انقلاب برپا ہو جائے گا۔ اس کی مجھے بیلجئم میں ضرورت ہے۔ اس کی دراصل ساری دنیا میں ضرورت ہے مگر آپ سے چونکہ خاص طور پر مخاطب ہوں اس لئے میں یہ کہہ رہا ہوں کہ اس کی مجھے بیلجئم میں ضرورت ہے کیونکہ بیلجئم میں جب بھی میں آتا ہوں وہی پرانا منظر پیش ہوتا ہے۔ وہی چہرے، وہی لوگ اکٹھے ہو جاتے ہیں۔ اخلاص تو ہے کہ اکٹھے ہونے کے لئے وقت نکالتے ہیں، کوشش کرتے ہیں یہاں پہنچیں۔ مگر اس اخلاص کا کیا فائدہ جو چند دن رہے اور پھر فضا میں تحلیل ہو جائے، پھر اس کا کوئی نشان دکھائی نہ دے۔ برسات اگر صحرا میں ایک ہی دفعہ ہو تو صحرا کی کایا نہیں پلٹ سکتی۔ برسات ہو گی تو کچھ جھاڑ جگہ جگہ اگ جائیں گے پھر جب لمبا خشکی کا زمانہ آئے گا تو دھوپ سے مر بھی جائیں گے۔ اس لئے ایسی تبدیلی مجھے نہیں چاہئے جو چند روزہ ہو۔ جب بھی آپ لوگ میرے خطابات میں خود حاضر ہوتی ہیں تو نظر آرہا ہوتا ہے کہ آپ کے دل پر کچھ اثر پڑ رہا ہے مگر اس اثر کو وہ ٹھوس باتیں سنبھال سکتی ہیں جو میں نے بیان کی ہیں ورنہ چند دن کے بعد پھر ویسی کی ویسی۔ واپس اپنے سکول میں، اپنے کالج میں، اپنے کاموں میں کچھ دیر کے بعد کہیں گی یہ تو بوجھ ہی تھا چلو اتار دو اور پھینکو، اپنی زندگی کے مزے لوٹو۔ یہ چیز ہو نہیں سکتی اگر دل میں اللہ کا پیار پیدا ہو جائے دل میں اللہ تعالیٰ کی محبت پیدا ہو جائے پھر محبت آپ کو پکڑ لے گی۔ آپ پھر اس محبت سے اپنا پیچھا چھڑا ہی نہیں سکتیں۔ اللہ تعالیٰ کی محبت بہت عظیم چیز ہے۔ اور جن لوگوں کے دل میں ہو وہ لوگ ہیں جو خمیر کا مرتبہ رکھتے ہیں۔ یہ محبت پھیلنے والی چیز ہے۔ آگے لگے گی اور ہر دل میں مشتعل ہوتی چلی جائے گی۔

پس وہ کام کریں جو آپ کا ساتھ دے۔ ایک سال نہیں ساری زندگی آپ کے ساتھ رہے اور اس کے نتیجے میں ماحول میں جو تبدیلیاں ہوں وہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے مستقل ہوں۔ ایک طرف سے آیا دوسری طرف سے چلا گیا یہ کوئی تبلیغ نہیں۔ جو آجائے اس کا پھر اٹھ کر جانے کو دل ہی نہ چاہے۔ یہ ہے جو مجھے چاہئے۔ اور میں آپ سے امید رکھتا ہوں کہ آپ اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ ان امور کی طرف پوری توجہ دیں گی۔

میں اب آپ کا زیادہ لمبا وقت نہیں لینا چاہتا۔ مختلف خواتین نے شاید مختلف جگہ کام پر بھی جانا ہو۔ (حضور نے اپنی صاحبزادی مونا سلمہا اللہ سے مخاطب ہوتے ہوئے فرمایا، کیوں مونا! آج دوکانیں کھلی ہیں۔ ان کے اثبات پر حضور نے فرمایا) اور جس چیز کی محبت میں آپ کے دل سے نکال سکوں نکال سکتا ہوں لیکن دوکانوں میں جانے کی محبت نہیں نکال سکتا۔ میرا خیال ہے یہ عورتوں کا پیدائشی حق ہے اس لئے وہ محبت صرف دین پر نہیں غالب آنی چاہئے۔ اس لئے میں نے مونا اور طوبیٰ کو کہا تھا کہ دوکانوں پر جانا الگ بات ہے مگر اس مجلس میں جہاں دور دور سے احمدی خواتین آئی ہیں اس مجلس کو چھوڑنا جائز نہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ دوکان کی محبت آپ کے دل پر زیادہ غالب ہے اور دین کی کم ہے الحمدللہ کہ یہ میری بات سمجھ گئیں اور انہوں نے جو جانے کا پروگرام تھا اس کو کینسل کر دیا۔ لیکن اب میرا خیال ہے کافی وقت ہو گا۔ (حضور کے استفسار پر بتایا گیا کہ چھ بجے تک دوکانیں کھلی ہوں گی۔ اس پر فرمایا) چھ بجے تک جتنا مرضی گھومو۔ تھک ہار کر جب جسم دکھنے لگ جائے تو پھر واپس آجانا۔ اس کے ساتھ ہی میں اب دعا کرواتا ہوں۔ آپ لوگ میرے ساتھ شامل ہو جائیں۔ چھوٹی چھوٹی باتیں جو آپ کو کہی تھیں یا بڑی بڑی باتیں جو کہی تھیں امید ہے آپ کو سمجھ آگئی ہوں گی۔ میں نے اپنی طرف سے تو پوری کوشش کی ہے کہ سمجھا سمجھا کر، کھول کھول کر مضمون کو بیان کروں۔ اللہ کرے کہ یہ دلوں میں داخل ہو چکا ہو۔ آیئے اب دعا میں شامل ہو جائیں۔

☆ بشکریہ الفضل انٹرنیشنل لندن

بدر خود بھی پڑھئے اور اپنے زیر تبلیغ دوستوں کو بھی پڑھنے کے لئے دیجئے۔ یہ دعوت الی اللہ کا ایک مفید ذریعہ ہے۔ (مینجر)

ایک مفید عام مشروب

(ڈاکٹر نذیر احمد مظہر۔ احمد نگر)

جس مشروب کا ہم ذیل میں ذکر کرنے لگے ہیں وہ چائے سے کہیں بڑھ کر مفید اور خوش ذائقہ و سستا ہے۔ موجودہ مہنگائی کے دور میں اس کے رواج عام سے بہت سا روپیہ بچایا جا سکتا ہے۔ نیز چائے کے صحت پر جو نقصانات مرتب ہو رہے ہیں ان سے بھی محفوظ رہا جا سکتا ہے۔ ہم نے اسے خود بکثرت استعمال کیا۔ دوسروں سے ... ہمیشہ ہر ایک نے پسند کیا اور تعریف کی۔ یہ مشروب 'دار چینی کا قہوہ' ہے۔ کثیر الفوائد ہونے کی وجہ سے اسے غذائی علاج کہنا بے جا نہ ہو گا۔

ترکیب تیاری:

دو تا چار چمچ سفوف دار چینی کو ایک لیٹر پانی میں ڈال کر حسب ذائقہ چینی ملا کر ڈھکنے سے ڈھانک کر اس طور پکائیں کہ پانی میں بخوبی اثر آجائے۔ چھانی سے چھان کر استعمال میں لائیں۔

چند طبّی خواص:

مقوی معدہ و ہاضم ہے۔ ریاح کو خارج کرتا ہے۔ اس کا مزاج گرم خشک ہے لہذا سرد مزاجوں کو اور سردی سے پیدا ہونے والے عوارض میں مفید ہے۔ ریاحی دردوں کو دور کرتا ہے۔ مقوی قلب و دماغ ہے نیز ان اعضاء کو فرحت و شگفتگی بخشتا ہے۔ مقوی و محرک اعصاب ہے۔ بینائی کو طاقت دیتا ہے۔ نسیان و کمزوری حافظہ کو مفید ہے۔ اعصابی دردوں کو دور کرتا ہے۔ نظام تنفس کے اعضاء کے لئے مفید ہے۔ اور بلغمی مادوں کے اخراج میں ممد و معاون ہے۔ اس کے بخارات سونگھنے سے سردی کے نزلہ و زکام کو بہت فائدہ ہوتا ہے۔ اور قہوہ پینے سے ناک و گلے کی خراش و سوزش جاتی رہتی ہے۔ سرما میں اس کا کثرت سے استعمال نعمت غیر مترقبہ سے کم نہیں۔

چند اضافی خصوصیات:

(۱) ... جیسا کہ ہم اوپر ذکر کر آئے ہیں کہ چائے کی پتی نسبتاً مہنگی بھی ہے اور نقصان دہ بھی۔

(۲) ... دار چینی کے قہوہ کے لئے دودھ ضروری نہیں۔ اس طرح دودھ کا خرچ بچ جاتا ہے۔ اور پھر خالص دودھ کا ملنا ایک لاینحل مسئلہ ہے۔ ہوٹلوں میں اکثر کریم نکلا دودھ اور خشک دودھ چلتا ہے۔ اکثر پتی بھی جلی ہوئی استعمال ہوتی ہے۔ جو ایک ضرر رساں شئے ہے۔

(۳) ... قہوہ دار چینی کے برتن ذرا پانی مارنے سے صاف ہو جاتے ہیں اور ہرگز تعفن نہیں رہتا۔

(۴) ... پتی والی چائے کو تھرماس وغیرہ میں ڈال کر رکھنے سے اس کا ذائقہ بدل جاتا ہے مگر اس میں یہ پرابلم نہیں۔ بلکہ اس کی خوشبو اور مہک سے منہ معطر ہو جاتا ہے۔ دار چینی خود کسی قدر میٹھا ذائقہ رکھتی ہے لہذا چینی کم پڑتی ہے۔ یہ قہوہ سستا ہونے کے سبب ہر امیر و غریب کی معاشی دسترس میں ہے۔

(۵) ... جو لوگ ہوٹلوں سے چائے منگواتے ہیں ان کا بل بچ سکتا ہے۔ نیز اگر ہوٹلوں والے اس قہوہ کو رواج دیں تو ان کے منافع کی شرح بھی بڑھ سکتی ہے۔ سستا ہونے کے سبب سیل میں اضافہ ہونے کی وجہ سے انہیں زیادہ فائدہ ہو سکتا ہے۔ ہمارے ہاں جو بھی مہمان آتے ہیں ہم ان کی اس قہوہ سے **ضیافت** کرتے ہیں اور یہ عمل دعوت الی اللہ کا ذریعہ بھی بنا ہوا ہے۔ زیر دعوت ۲۵ تا ۵۰ مہمانوں کی روزانہ اس خوش ذائقہ مشروب سے مہمان نوازی کی جاتی ہے اور سستا ہونے کے سبب ذرا بھی معاشی بوجھ محسوس نہیں ہوتا۔ ہمارا تمام احمدی بہن بھائیوں کو مشورہ ہے کہ وہ دعوت الی اللہ کے لئے بالخصوص اس مشروب سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔

(بشکریہ ماہنامہ مصباح مئی ۱۹۹۸ء)

حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام

بحیثیت عاشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

.....قسط دوم.....

از۔ مکرم مولانا محمد انعام صاحب غوری ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان

۱۹۰۳ء میں لاہور میں آریہ سماج کا جلسہ تھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بھی اپنا مضمون بھیجنے کی دعوت دی گئی تھی جو کتاب چشمہ معرفت کے اوّل حصہ میں چھپا ہوا ہے اس مضمون کو سنانے کے لئے حضرت مولانا نور الدین رضی اللہ عنہ (خلیفہ اوّل) مقرر ہوئے اور ایک وفد آپ کے ساتھ بھیجا گیا آریوں نے اپنی باری میں آنحضرت ﷺ کی شان میں نہایت دلآزار کلمات بولے جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو یہ معلوم ہوا کہ اس دوران جماعت کا وفد وہاں بیٹھا یہ دلآزار تقریر سنتا رہا تو آپ بہت غضبناک ہوئے اور بار بار یہی فرمایا کہ کیوں تم اُس مجلس سے اُٹھ نہ آئے جہاں حضرت نبی کریم ﷺ کی ہتک ہو رہی تھی۔

جب عیسائی پادریوں اور دیگر دشمنانِ اسلام کی طرف سے پاکوں کے سردار سید الاوّلین والآخرین خاتم الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے خلاف دلآزار زبان استعمال کی جارہی تھی اس کا ذکر کرتے ہوئے اپنے دلی جذبات کا یوں اظہار فرماتے ہیں۔

"عیسائی مشنریوں نے ہمارے رسول ﷺ کے خلاف بے شمار بہتان گھڑے ہیں اور اپنے اس دجل کے ذریعے ایک خلق کثیر کو گمراہ کر کے رکھ دیا ہے (۔ میرے دل کو کسی چیز نے کبھی اتنا دکھ نہیں پہنچایا جتنا کہ ان لوگوں کے اس ہنسی ٹھٹھا نے پہنچایا ہے جو وہ ہمارے رسول پاک ﷺ کی شان میں کرتے رہتے ہیں ان کے دل آزار طعن و تشنیع نے جو وہ حضرت خیر البشر ﷺ کی ذات والا صفات میں کرتے ہیں میرے دل کو سخت زخمی کر رکھا ہے۔ خدا کی قسم اگر میری ساری اولاد اور اولاد کی اولاد اور میرے سارے دوست اور میرے سارے معاون و مددگار میری آنکھوں کے سامنے قتل کر دیئے جائیں اور خود میرے اپنے ہاتھ اور پاؤں کاٹ دئے جائیں اور میری آنکھ کی پتلی نکال پھینکی جائے اور میں اپنی تمام مرادوں سے محروم کر دیا جاؤں اور اپنی تمام خوشیوں اور آسائشوں کو کھو بیٹھوں تو ان ساری باتوں کے مقابل پر بھی میرے لئے یہ صدمہ زیادہ بھاری ہے کہ رسول اکرم ﷺ پر ایسے ناپاک حملے کئے جائیں۔ پس اے میرے آسمانی آقا تو ہم پر اپنی رحمت اور نصرت کی نظر فرما اور ہمیں اس ابتلاء عظیم سے نجات بخش"۔

(ترجمہ از عربی عبارت آئینہ کمالاتِ اسلام)

ایک طرف ان دلی جذبات اور احساسات کو رکھیں اور دوسری طرف مخالفین احمدیت کے ان اعتراضات کو رکھیں جس میں حضرت مسیح موعودؑ کو آنحضرت ﷺ کی ہتک اور توہین کرنے والا قرار دیا جاتا ہے۔ جب آپ انصاف کے ساتھ اس ظلم عظیم کا جائزہ لیں گے تو سوائے انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھنے کے اور کوئی صورت باقی نہیں رہتی۔

اب آخر پر اس امر کا جائزہ لینا بھی ضروری ہے کہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے آقا و مطاع حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ سے بے مثال عشق و محبت کے نتیجہ میں کیا کچھ پایا ہے کیونکہ قرآن کریم محبت اور اطاعت رسول اللہ ﷺ کے نتیجہ میں جن نقد برکات کی بشارت دے رہا ہے اگر وہ حاصل نہیں ہو سکیں تو عشق و محبت اور اطاعت و پیروی کے سب دعوے صرف زبانی اقرار سے زیادہ کچھ حیثیت نہیں رکھتے اور یہی وہ عظیم الشان دلیل ہے جو ایک عاشق صادق کے مدارج کی تعیین کرتی ہے جیسا کہ قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ سورۂ نساء میں فرماتا ہے

وَمَن يُطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُولَ فَاُولٰئِكَ مَعَ الَّذِينَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِم مِّنَ النَّبِيِّيْنَ وَالصِّدِّيقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصَّالِحِيْنَ وَحَسُنَ اُولٰئِكَ رَفِيْقاً

(آیت۔ ۷۰)

کہ جو لوگ بھی اللہ اور اس رسولؐ کی اطاعت کریں گے وہ ان لوگوں میں شامل ہوں گے جن پر اللہ نے انعام کیا ہے یعنی انبیاء اور صدیقین اور شہداء اور صالحین میں اور یہ لوگ بہت ہی اچھے رفیق ہیں۔

پس جیسی جس کی اطاعت اور محبت ہوگی اسی کے مطابق کسی کو صالحیت کا انعام ملے گا کسی کو شہادت کا مرتبہ عطا ہوگا اور کسی کو صدیقیت کا مقام عطا ہوگا۔ حتیٰ کہ ایک کامل متبع اور کامل عاشق صادق کو نبوت کے انعام سے بھی سرفراز کیا جائے گا اور یہ چاروں مراتب عالیہ آنحضرت ﷺ کے پیروکاروں اور سچے عاشقوں کیلئے مختص کئے گئے ہیں۔ چنانچہ جس خدائے منعم و منان نے اُمتِ محمدیہ میں ایسے ایسے عاشقِ رسول پیدا کئے جنہوں نے صالحیت اور شہادت اور صدیقیت کے مقامات کو پالیا وہاں اُسی خدائے ذوالفضل العظیم نے آنحضرت ﷺ کی کامل پیروی اور متابعت اور کمال عشق و محبت کے نتیجہ میں ایک اُمتی کو یعنی حضرت مرزا غلام احمد قادیانی کو نبوت کے انعام سے سرفراز فرمایا۔ یہ کس قدر خوشی و مسرت کا مقام تھا لیکن وائے افسوس کہ کم فہم لوگوں نے آنحضور ﷺ کے اعلیٰ وارفع مقام کو اور آپؐ کی قوتِ قدسیہ کو نہ سمجھا اور ختم نبوت کے ایسے غلط معنی کر بیٹھے کہ گویا آنحضرت ﷺ کے بعد اُمت محمدیہ میں سے تو کوئی شخص اصلاح اُمت اور غلبہ اسلام کی مہم کو سر کرنے کیلئے نہیں آسکتا اب جو آئے گا وہ موسوی اُمت میں سے آئے گا اور یوں ایک اسرائیلی نبی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مزعومہ انتظار میں اپنی عمریں ضائع کرتے چلے جارہے ہیں۔!!

اس تعلق میں حضرت بانئ جماعت احمدیہ کے چند اقتباسات پیش کرتا ہوں جو اس کلیدی موضوع پر نہایت وضاحت کے ساتھ روشنی ڈالتے ہیں۔ آپؑ فرماتے ہیں :۔

"جاہل اور نادان لوگ کہتے ہیں کہ عیسیٰ آسمان پر زندہ ہے حالانکہ زندہ ہونے کی علامات آنحضرت ﷺ کے وجود میں پاتا ہوں۔ وہ خدا جس کو دنیا نہیں جانتی، ہم نے اس خدا کو اس نبیؐ کے ذریعہ سے دیکھ لیا اور وہ وحی الٰہی کا دروازہ جو دوسری قوموں پر بند ہے ہمارے پر محض اس نبیؐ کی برکت سے کھولا گیا اور وہ معجزات جو غیر قومیں صرف قصوں اور کہانیوں کے طور پر بیان کرتی ہیں ہم نے اس نبیؐ کے ذریعہ وہ معجزات بھی دیکھ لئے اور ہم نے اس نبی کا وہ مرتبہ پایا جس کے آگے کوئی مرتبہ نہیں، مگر تعجب ہے کہ دنیا اس سے بے خبر ہے"۔

(چشمۂ مسیحی صفحہ ۲۲)

اپنی کتاب "تریاق القلوب" میں فرماتے ہیں :۔

"ایک وہ زمانہ تھا کہ انجیل کے واعظ بازاروں اور گلیوں اور کوچوں میں نہایت دریدہ دہنی سے اور سراسر افتراء سے ہمارے سید و مولیٰ خاتم الانبیاء اور افضل الرسل والاصفیاء اور سید المعصومین والاتقیاء حضرت محبوب جناب احدیت محمد مصطفیٰ ﷺ کی نسبت یہ قابل شرم جھوٹ بولا کرتے تھے کہ گویا آنجناب سے کوئی پیشینگوئی یا معجزہ ظہور میں نہیں آیا اور اب یہ زمانہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے علاوہ ان ہزارہا معجزات کے جو ہمارے سرور و مولیٰ شفیع المذنبین صلی اللہ علیہ وسلم سے قرآن شریف اور احادیث سے اس کثرت سے مذکور ہیں جو اعلیٰ درجہ کے تواتر پر ہیں، تازہ بتازہ صدہا نشان ایسے ظاہر فرمائے ہیں کہ کسی مخالف اور منکر کو اُن کے مقابلہ کی طاقت نہیں۔ سو ہم اپنے خدائے پاک ذوالجلال کا شکریہ ادا کریں کہ اپنے پیارے نبی محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اور پیروی کی توفیق دے کر اور پھر اس محبت اور پیروی کے روحانی فیضوں سے جو سچے تقویٰ اور سچے آسمانی نشان ہیں کامل حصہ عطا فرما کر ہم پر ثابت کر دیا کہ وہ ہمارا پیارا برگزیدہ نبیؐ فوت نہیں ہوا بلکہ وہ بلند تر آسمان پر اپنے ملیک مقتدر کے دائیں طرف بزرگی اور جلال کے تخت پر بیٹھا ہے۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَيْهِ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ۔ اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا۔

(تریاق القلوب صفحہ ۵

بدقسمتی سے مخالفین احمدیت ایک اعتراض یہ بھی کرتے ہیں کہ حضرت مرزا صاحب نے اپنے نشانات کی تعداد تو تین لاکھ بتائی ہے اور آنحضرت ﷺ کے معجزات کی تعداد تین ہزار بتائی ہے اس طرح وہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ گویا اپنے آپ کو آنحضرت ﷺ سے افضل ثابت کرنے کی کوشش کی ہے نعوذ باللہ من ذالک

جبکہ حقیقت یہ ہے کہ ایک ایک معجزہ ہزارہا نشانات پر مشتمل ہو سکتا ہے اس لحاظ سے آنحضرت ﷺ کے نشانات تو کروڑوں تک پہنچ جاتے ہیں۔ صرف قرآن کریم کے معجزہ کو ہی لے لیں تو وہ بھی لاانتہا نشانات پر مشتمل ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :۔

"آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات تو چاروں طرف سے چمک رہے ہیں وہ کیونکر چھپ سکتے ہیں۔ صرف وہ معجزات جو صحابہ کی شہادتوں سے ثابت ہیں وہ تین ہزار معجزہ ہے اور پیشگوئیاں تو دس ہزار سے بھی زیادہ ہوں گی جو اپنے وقتوں پر پوری ہو گئیں اور ہوتی جاتی ہیں۔

ماسوائے اس کے بعض معجزات اور پیشگوئیاں قرآن شریف کی ایسی ہیں کہ ہمارے لئے بھی اس زمانہ میں محسوس و مشہود کا حکم رکھتی ہیں اور کوئی اس سے انکار نہیں کر سکتا"۔

(بحوالہ تصدیق النبیؐ صفحہ ۲۰ شائع کردہ فخر الدین ملتانی)

پھر جو شخص اپنے وجود کو اور اپنی تمام کرامات اور تائیدات الٰہیہ کو حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے بحر اعجاز کا ایک قطرہ قرار دے رہا ہو اس کے متعلق اس قسم کے الزامات عائد کرنا حد درجہ کا ظلم ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے ایک فارسی شعر میں فرماتے ہیں۔

این چشمۂ رواں کہ بخلق خدا دہم
یک قطرۂ زبحرِ کمالِ محمدؐ است

معارف و حقائق کا جو چشمہ میں خدا کی مخلوق میں تقسیم کر رہا ہوں یہ میرا مال نہیں بلکہ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے کمالات کے سمندر کا ایک قطرہ ہے

نیز فرماتے ہیں :۔

"کسی نبی سے اس قدر معجزات ظاہر نہیں ہوئے جسقدر ہمارے نبی ﷺ سے کیونکہ پہلے نبیوں کے معجزات ان کے مرنے کے ساتھ ہی مر گئے مگر ہمارے نبی ﷺ کے معجزات اب تک ظہور میں آرہے ہیں اور قیامت تک ظاہر ہوتے رہیں گے اور جو کچھ میری تائید میں ... ہے دراصل وہ سب آنحضرت ﷺ کے معجزات ہیں"

(... صفحہ ۳۵

روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۴۶۹)

ایک اور مقام پر آپ فرماتے ہیں :۔

"میں اس خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ جس کا نام لیکر جھوٹ بولنا سخت بدذاتی ہے کہ خدا نے مجھے میرے بزرگ واجب الاطاعت سیدنا محمد مصطفیٰ ﷺ کی روحانی دائمی زندگی اور پورے جلال و کمال کا یہ ثبوت دیا ہے کہ میں نے اس کی پیروی اور اس کی محبت سے آسمانی نشانوں کو اپنے اُوپر اُترتے ہوئے اور دل کو یقین کے نور سے پُر ہوتے ہوئے پایا۔

اے تمام وہ لوگو! جو زمین پر رہتے ہو اور اے

(باقی صفحہ 12 پر ملاحظہ فرمائیں)

انڈیمان کی رپورٹ

I.G پولیس ودیگر حکام کی خدمت میں لٹریچر کی پیشکش

ایک مولوی کا قبول حق

23.4.98 کو مسٹر وائی آر دوریا انسپکٹر جنرل پولیس (I.G) کی خدمت میں بعد گفتگو 30 منٹ اسلامی لٹریچر پیش کیا گیا۔

10.5.98 کو لٹل انڈیمان آئی لینڈ کی ایک مسجد میں بعد نماز مغرب کافی تعداد میں غیر احمدی افراد وامام مسجد کی موجودگی میں ظہور امام مہدی و غرض بعثت امام مہدی و مسیح موعود علیہ السلام پر تقریر کرتے ہوئے جلسہ منعقد کیا جسکے نتیجہ میں بفضلہ تعالیٰ 24.5.98 کو امام مسجد کو قبول حق کی سعادت نصیب ہو گئی۔

29.5.98 کو جناب مکیش کمار مینا ضلع سپرنٹنڈنٹ پولیس انڈیمان نکوبار۔ آئی لینڈس پورٹ بلیئر کی خدمت میں بعد 45 منٹ تبلیغی گفتگو اسلامی لٹریچر پیش کیا گیا۔

1.6.98 کو جناب ایشوری پرساد گپتا لفٹیننٹ گورنر انڈیمان نکوبار آئی لینڈس ایڈمنسٹریشن کی کوٹھی راج نواس پر ان سے تبلیغی ملاقات کی گئی اسی روز جناب شرت کمار سنہا ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ پولیس S.P (C.I.D) پورٹ بلیئر انڈیمان وجناب وی کے اُپادھیائے لیکچرر گورنمنٹ کالج پورٹ بلیئر انڈیمان سے تبلیغی ملاقات کر کے اُنکی خدمت میں زبانی احمدیت کا پیغام پہنچایا گیا۔

اللہ تعالیٰ اس حقیر مساعی کو قبول فرما کر اس کے بہترین نتائج ظاہر فرمائے۔

(خاکسار۔ عقیل احمد سہارنپوری۔ نزیل انڈیمان)

جلسہ ہائے یوم خلافت

بھارت کی مختلف جماعتوں نے جلسہ ہائے یوم خلافت شاندار طریق پر منعقد کر کے اپنی خوشکن مساعی کی تفصیلی رپورٹیں بغرض اشاعت بھجوائی ہیں۔ تنگیٔ صفحات کے سبب صرف ایسی جماعتوں اور ذیلی تنظیموں کے نام بغرض دُعا شائع کئے جاتے ہیں اللہ تعالیٰ ان جلسوں میں حصہ لینے والے تمام افراد کے علم و ایمان میں برکت عطا فرمائے۔

جماعت احمدیہ قادیان- بنگلور- کوسمبی- کوٹپلہ- کیرنگ- امروہہ- کلکتہ- آرا پورم- یادگیر- گلبرگہ- کرڈاپلی- شاہجہانپور- پینگاڑی- موسٰی بنی مائنز- عثمان آباد- بھٹکل- کالیکٹ-
مجلس انصار اللہ کنورٹون (کیرلہ)- مجلس خدام الاحمدیہ رشی نگر-لجنہ اماء اللہ قادیان- دہلی- چنتہ کنٹہ- شاہجہانپور- پنکال- بلاری- کیرنگ- سورب- کلکتہ- ساگر- یادگیر- ٹوٹی کورین- کانپور- ہبلی- کٹک-

سند ایمان

ایک بار صحابہؓ میں کسی لونڈی کے "مسلمان" ہونے کا معاملہ زیر بحث تھا۔ معاملہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار میں پہنچا۔ حضور نے اس سے پوچھا۔۔۔۔ "خدا کہاں ہے"۔۔۔۔ لونڈی نے آسمان کی طرف اشارہ کیا۔ اس پر حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"مومنہ ورب الکعبہ"

رب کعبہ کی قسم یہ مومنہ ہے۔

(الیواقیت الجواہر حضرت عبدالوہاب شیرانی المتوفی ۹۶۱ء بحث ۸ جلد ا صـ٦٤)

سنگ دل

حضرت عمر فاروقؓ نے ایک دفعہ ایک شخص کو ایک علاقے کا حاکم مقرر کیا اور اس سے عہد نامہ لکھوانے لگے۔ ابھی عہد نامہ لکھا جا رہا تھا کہ اس کا چھوٹا بچہ آیا اور حضرت عمرؓ کی گود میں بیٹھ گیا۔ بچے کے باپ نے بر سبیل تذکرہ بتایا کہ اس کے دس بچے ہیں مگر اس نے آج تک کسی کو پیار نہیں کیا۔ حضرت عمرؓ نے یہ سنتے ہی فرمایا:

"عہد نامہ پھاڑ دو" اور اپنے گھر کی راہ لو۔ جس شخص کے دل میں اپنے بچوں کیلئے پیار نہیں وہ رعایا کے ساتھ مہر و محبت سے کیسے پیش آئے گا۔ میں ایسے شخص کو والی نہیں بنا سکتا۔

درخواست دُعا

مکرم حمید احمد صاحب چوہدری آف فرینکفرٹ جرمنی تحریر کرتے ہیں کہ ٹانگ میں فریکچر ہونے کے سبب کئی پیچیدگیاں ہو گئی ہیں نئے سرے سے Setting کرنے سے زخم تو ٹھیک ہو گیا ہے لیکن پاؤں زمین پر نہیں رکھ سکتے ٹانگ وزن برداشت نہیں کرتی چھڑیوں کے سہارے چلنے سے بازو تھک جاتے ہیں کامل و عاجل شفایابی کیلئے اسی طرح بڑی بیٹی کی شہریت کا معاملہ کافی عرصہ سے زیر کارروائی ہے۔ نیز بچے بچیوں کے رشتہ ناطہ کے مسائل خوش اسلوبی سے تکمیل پانے اور ہر طرح کی پریشانیوں سے مخلصی پانے کیلئے دُعا کی عاجزانہ درخواست ہے۔

(اعانت بدر۔ ۵۰۰/روپے) (مینجر بدر قادیان)

☆۔ خاکسار کا پوتا عزیز نوید احمد C.E.T کا امتحان دے رہا ہے اسی طرح پوتی عزیزہ بدر النساء Secy Course کا امتحان دے رہی ہے ہر دو کی نمایاں کامیابی کیلئے عاجزانہ دعا کی درخواست ہے۔

☆۔ خاکسار کی نواسی عزیزہ شاہدہ سلطانہ اسی طرح عزیز عمران احمد خان کے بابرکت مستقبل کیلئے عاجزانہ دعا کی درخواست ہے۔

(حضرت صاحب منڈاسگر
سابق صدر جماعت احمدیہ ہبلی کرناٹک)

اعلان نکاح ور خصتانہ

الحمد للہ کہ میری بیٹی عزیزہ مسرت سلطانہ Bsc (Hons) B.Ed کا نکاح عزیزم سجاد حیدر MBA. LLB ابن مکرم حیدر علی صاحب ایڈووکیٹ دیوگھر کے ساتھ مکرم مولوی نصیر الحق صاحب نے مورخہ 14.4.98 کو مبلغ ایک لاکھ روپے حق مہر پر خاکسار کے مکان پر پڑھا۔ اگلے روز تقریب رخصتانہ اجتماعی دعاؤں کے ساتھ عمل میں آئی۔ رشتہ کے جانبین کیلئے ہر لحاظ سے بابرکت اور مثمر بہ ثمرات حسنہ ہونے کیلئے دردمندانہ درخواست دُعا ہے۔ اعانت بدر مبلغ ۵۰ اروپے۔

(ناصر احمد نائب صدر وزعیم انصار اللہ
جماعت احمدیہ جمشید پور۔ بہار)

☆ خاکسار کے لڑکے مبشر احمد کی تقریب نکاح عزیزہ ناصرہ نور عین دختر محترم منور احمد غوری صاحب کے ساتھ بتاریخ ۹ مئی ۱۹۹۸ء کو عمل میں آئی اور ۱۰ مئی کو تقریب ولیمہ ہوئی۔

دولہا دلہن کی دینی و دنیاوی ترقی اور صحت و سلامتی والی لمبی عمر کیلئے عاجزانہ درخواست دعا ہے۔

اعانت بدر ۲۰۰ روپے۔

(محمد بشارت احمد فلک نما حیدر آباد)

We offer professional service in buying, selling of properties for all your real Estate requirement in Bangalore and Karnataka

Contact:-

CHOICE REAL ESTATE

327 Tipu Sultan palace Road

Fort Banglore 560002, ☎ 6707555

STAR

☎. 543105

CHAPPALS

WHOLE-SELLERS OF HIGH QUALITY LEATHER & RUBBER CHAPPALS

105/661, OPP, BLOCK NO-7 FAHIMMABAD COLONY

KANPUR-1- PIN 208001

شریف جیولرز

پروپرائیٹر حنیف احمد کامران۔ حاجی شریف احمد

اقصیٰ روڈ۔ ربوہ۔ پاکستان۔

دوکان: 0092-4524-212515

رہائش: 0092-4524-212300

روایتی زیورات جدید فیشن کے ساتھ

ESTD:1898

MFRS OF ARMY INDUSTRIAL AND CIVILIAN FANCY SHOES

M. MOOSA RAZA SAHIB & SONS

NO 6 ALBERT VICTOR ROAD FORT

BANGALORE - 560002 INDIA

☎: 6700558 FAX: 6705494

EXPORTS & IMPORTS

All types of Leather jackets, Ladies bags, purse, hand gloves, Organic Cotton (Garments & Baby Cloth)

Contact:

OCEANIC EXIM

57, BRIGHT STREET, CALCUTTA 700019 (INDIA)

PH: 2805209,2474015 FAX : 91 - 33 - 2479163

PRIME AUTO PARTS

HOUSE OF GENUINE SPARES

AMBASSADOR & MARUTI

P, 48 PRINCEP STREET

CALCUTTA- 700072 ☎ 26-3287

REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF NEWS PAPER FOR INDIA AT NO-R.N 61/57

Subscription
Annual Rs/-150
Foreign
By Air : 20 Pound or 40$ U.S.A
: 60 Mark German
By Sea :10 Pound or 20$ U.S.A

The Weekly BADR

Qadian 143516, Distt Gurdaspur Punjab (INDIA)

☎ (091) 01872-20757
20091
FAX (091) 01872-20105

Vol - 47 Thursday, 16th July 1998 Issue No :29

درخواست دُعا

سیدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے سیدہ امۃ القدوس بیگم صاحبہ کی بطور نمائندہ صدر لجنہ اماء اللہ بھارت اور خاکسار کو ذاتی خرچ پر جلسہ سالانہ برطانیہ میں شمولیت کی منظوری عطا فرمادی ہے۔

انشاء اللہ ہم دونوں مورخہ ۹۸-۷-۲۵ کو لنڈن کیلئے روانہ ہو رہے ہیں۔ لنڈن جلسہ سالانہ کے بعد جلسہ سالانہ جرمنی میں بھی شرکت کرنی ہے۔ بعد ازاں امریکہ اور کینیڈا جانے کا پروگرام ہے۔

ماہ اپریل میں خاکسار ربوہ میں شدید طور پر بیمار ہو گیا تھا۔ بیماری کا اثر ابھی بھی زائل نہیں ہوا ہے۔ جملہ احباب جماعت کی خدمت میں اس سفر کے بابرکت ہونے کیلئے اور بخیر و عافیت اپنی مستقر قادیان دارالامان میں واپس آنے کیلئے دُعا کی عاجزانہ درخواست ہے۔

(مرزا وسیم احمد ناظر اعلیٰ قادیان)

”نہ تو یسوع خدا تھا اور نہ وہ آسمان پر گیا“

ریورنڈ بل فپس (Rev. Bill Phipps) جو یونائٹڈ کینیڈا کے ماڈریٹر (Moderator) منتخب ہوئے ہیں نے چندماہ قبل یہ بیان دے کر کینیڈا کے عیسائی حلقوں میں ایک تہلکہ مچادیا تھا کہ یسوع خدا نہیں ہے اور نہ ہی وہ جسمانی طور پر مُردہ حالت سے زندہ ہوا تھا۔

Macleans جو کینڈا کا مقبول ہفتہ وار میگزین ہے اس کے ۱۵ر دسمبر ۱۹۹۷ء کے شمارے میں اس موضوع پر Cover page آرٹیکل آیا ہے۔ اس کا ایک حصہ بل فپس کے انٹرویو پر مشتمل ہے۔ ان کا کہنا ہے:

☆...... میرا یہ ایمان ہے کہ خدا یسوع تک محدود ہونے سے بہت بالا ہے۔ اس کی اصل کنہہ تک پہنچنا انسانی سمجھ سے باہر ہے۔ یسوع میں صرف اتنی ہی خدائی ہے جتنی ایک انسان میں ہونی ممکن ہے۔

☆...... یسوع کے صلیب کے بعد زندہ ہو کر آسمان پر جانے کے بارے میں میرا ایمان ہے کہ نہ تو یہ حواریوں کا محض خواب تھا کیونکہ صرف ایک خواب میں یسوع کو زندہ دیکھ کر وہ روحانی انقلاب ہرگز ان کی زندگیوں میں پیدا نہیں ہو سکتا تھا جس کا اثر آج تک عالم عیسائیت محسوس کر رہا ہے۔ نہ ہی میں یہ مان سکتا ہوں کہ یسوع کے جس فانی جسم کی صلیب دی گئی وہ ایک دفعہ مر گیا، پھر زندہ ہو گیا اور چلتا پھرتا حواریوں کو جا ملا اور اس کے بعد آسمان پر چلا گیا۔ اس تصور میں ذرہ بھی معقولیت نہیں (It does't make sense) لیکن اس کا یہ مطلب بھی نہیں کہ میں مسیح کے جی اُٹھنے پر ایمان نہیں رکھتا...... (آگے وضاحت کی ہے کہ یہ روحانی لحاظ سے ہے)۔

بل فپس کے مرتبے کے پادری کے ان اعتقادات کی اشاعت سے میڈیا میں بڑی دلچسپ بحثیں شروع ہوئی ہیں۔ یہاں ایک مقبول عام ریڈیو شو (CFRB1010) پر ایک پروگرام ہوا جس میں بل فپس اور یونیورسٹی آف ٹورانٹو کے شعبہ مذہبیات کے ایک پروفیسر کو بلایا گیا اور لوگوں نے فون کر کے اپنے تاثرات کا اظہار کیا کچھ لوگوں نے کہا فپس کے خیالات کفر کے مترادف ہیں اگر یسوع خدا نہیں اور وہ مردوں میں سے جی کر آسمان پر نہیں گیا تو پھر عیسائیت کا کچھ بھی باقی نہیں رہے گا۔ کچھ لوگوں نے کہا کہ مذہب کو ہماری سمجھ سے بالا نہیں ہونا چاہئے اور جن باتوں کو عقل نہیں مانتی ان کو قبول نہیں کرنا چاہئے۔

بقیہ صفحہ : 10

تمام وہ انسانی روحو! جو مشرق اور مغرب میں آباد ہو میں پورے زور کے ساتھ آپ کو اس طرف دعوت کرتا ہوں کہ اب زمین پر سچا مذہب صرف اسلام ہے اور سچا خدا بھی وہی خدا ہے جو قرآن نے بیان کیا ہے اور ہمیشہ کی روحانی زندگی والا نبی اور جلال اور تقدس کے تخت پر بیٹھنے والا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ ہے جس کی روحانی زندگی اور پاک جلال کا ہمیں یہ ثبوت ملا ہے کہ اس کی پیروی اور محبت سے ہم روح القدس اور خدا کے مکالمہ اور آسمانی نشانوں کے انعام پاتے ہیں“۔ (تریاق القلوب صفحہ ۵ تا ۷ ۱۹۰۲ء)

اسی طرح ایک اور مقام پر آپؑ فرماتے ہیں:۔

”تمام آدم زادوں کیلئے اب کوئی رسول اور شفیع نہیں مگر حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ سو تم کوشش کرو کہ سچی محبت اس جاہ و جلال کے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ رکھو اور اس کے غیر کو اس پر کسی نوع کی بڑائی مت دو۔ تا آسمان پر تم نجات یافتہ لکھے جاؤ اور یاد رکھو کہ نجات وہ چیز نہیں ہے جو مرنے کے بعد ظاہر ہو گی بلکہ حقیقی نجات وہ ہے کہ اسی دنیا میں اپنی روشنی دکھلاتی ہے۔ نجات یافتہ کون ہے وہ جو یقین رکھتا ہے کہ خدا سچ ہے اور محمد ﷺ اس میں اور تمام مخلوق میں درمیانی شفیع ہیں اور آسمان کے نیچے نہ اس کے ہم رتبہ کوئی اور رسول ہے اور نہ قرآن کے ہم مرتبہ کوئی اور کتاب ہے اور کسی کیلئے خدا نے نہ چاہا کہ ہمیشہ زندہ رہے مگر یہ برگزیدہ نبی ہمیشہ کیلئے زندہ ہے اور اس کے ہمیشہ رہنے کیلئے خدا نے یہ بنیاد ڈالی ہے کہ اس کے افاضہ تشریعی اور روحانی کو قیامت تک جاری رکھا“۔ (کشتی نوح)

نیز فرماتے ہیں:۔

”وہ اعلیٰ درجہ کا نور جو انسان کو دیا گیا یعنی انسانِ کامل کو، وہ ملائک میں نہیں تھا، نجوم میں نہیں تھا، قمر میں نہیں تھا، آفتاب میں بھی نہیں تھا اور وہ زمین کے سمندروں اور دریاؤں میں بھی نہیں تھا وہ لعل اور یاقوت اور زمرد اور الماس اور موتی میں بھی نہیں تھا غرض وہ کسی چیز ارضی اور سماوی میں نہیں تھا صرف انسان میں تھا یعنی انسانِ کامل میں جس کا اتم اور اکمل اور اعلیٰ اور ارفع فرد ہمارے سید و مولیٰ سید الانبیاء سید الاحیاء محمد مصطفیٰ ﷺ ہیں“۔

(آئینہ کمالاتِ اسلام روحانی خزائن جلد نمبر ۵ صفحہ ۱۶۰)

اپنے اردو اشعار میں حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ فرماتے ہیں ؎

وہ پیشوا ہمارا جس سے ہے نور سارا
نام اس کا ہے محمدؐ دلبر مرا یہی ہے
اس نُور پر فدا ہوں اس کا ہی میں ہوا ہوں
وہ ہے میں چیز کیا ہوں بس فیصلہ یہی ہے
سب ہم نے اس سے پایا شاہد ہے تو خدایا
وہ جس نے حق دکھایا وہ مہ لقا یہی ہے

(قادیان کے آریہ اور ہم روحانی خزائن جلد نمبر ۲۰ صفحہ ۴۵۶)

ایک موقع پر اللہ تعالیٰ کے حضور اُمت محمدیہ کیلئے دُعا کرتے ہوئے عرض کرتے ہیں۔

”اکثر دلوں پر حبِ دُنیا کا گرد بیٹھا ہوا ہے خدا اس گرد کو اُٹھا دے۔ خدا اس ظلمت کو دور کر دے۔ دُنیا بہت ہی بے وفا اور انسان بہت ہی بے بنیاد ہے۔ مگر غفلت کی سخت تاریکیوں نے اکثر لوگوں کو اصلیت کے سمجھنے سے محرُوم رکھا ہے۔۔۔ خداوند کریم سے یہی تمنا ہے کہ اپنے عاجز بندوں کی کامل طور پر دستگیری کرے اور جیسے انہوں نے اپنے گزشتہ زمانہ میں طرح طرح کے زخم اُٹھائے ہیں ویسا ہی اُن کو مرہم عطا فرمائے اور ان کو ذلیل و رسوا کرے جنہوں نے نور کو تاریکی اور تاریکی کو نور سمجھ لیا ہے اور جن کی شوخی حد سے زیادہ بڑھ گئی اور نیز ان لوگوں کو بھی نادم اور منفعل کرے جنہوں نے حضرت احدیت کی توجہ کو جو عین اپنے وقت پر ہوئی غنیمت نہیں سمجھا اور اس کا شکر ادا نہیں کیا۔ بلکہ جاہلوں کی طرح شک میں پڑے۔ سو اگر اس عاجز کی فریادیں رب العرش تک پہنچ گئی ہیں تو وہ زمانہ کچھ دور نہیں جو نور محمدی اس زمانہ کے اندھوں پر ظاہر ہو اور الٰہی طاقتیں اپنے عجائبات دکھلاویں“۔

(مکتوباتِ احمدیہ جلد اول مکتوب نمبر ۴ محررہ ۹ر فروری ۱۸۸۳ء)

اَللّٰهُمَّ أَصْلِحْ أُمَّةَ مُحَمَّدٍ اَللّٰهُمَّ أَرْحَمْ أُمَّةَ مُحَمَّدٍ اَللّٰهُمَّ أَنْزِلْ عَلَيْنَا بَرَكَاتِ مُحَمَّدٍ وَصَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ وَآخِرُ دَعْوَانَا أَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ۔

معاندین احمدیت، شریر اور فتنہ پرور مفسد ملاؤں کو پیش نظر رکھتے ہوئے خصوصیت سے حسب ذیل دعا بکثرت پڑھیں۔

اَللّٰهُمَّ مَزِّقْهُمْ كُلَّ مُمَزَّقٍ وَسَحِّقْهُمْ تَسْحِيْقاً

اے اللہ انہیں پارہ پارہ کر دے، انہیں پیس کر رکھ دے اور ان کی خاک اڑا دے۔

طالب دُعا:- محبوب عالم ابن محترم حافظ عبد المنان صاحب مرحوم

M/S **NISHA LEATHER**

Specialist in Leather Belts, Leather
Ladies and Gents Bag, Jackets, Wallets etc.
19 A Jawahar Lal Nehru Road Calcutta - 700081 Ph: 2457153